ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴   جمعۃ المبارک   ۲۳ر مئی ۱۹۹۷ء   شمارہ ۲۱
۱۶ر محرم ۱۴۱۸ ہجری   ۲۳ر ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔" کتب الله لاغلبن انا و رسلی' اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا " ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا" یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔.........

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا" (الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵)۔

توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے

اپنی تمام صلاحیتوں کو اللہ کی طرف پھیریں پھر آپ وہ مسلم بنیں گے جس کے اسلام کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہو جائے گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ۔ ۹ر مئی ۱۹۹۷ء)

لندن۔ (۹ر مئی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ الزمر کی آیات ۱۱ تا ۱۶ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات کا بنیادی طور پر اسی مضمون سے تعلق ہے جس کا ذکر گزشتہ چند خطبات سے چل رہا ہے۔ قرآن کریم ہر مضمون کو اتنے مختلف پہلوؤں سے کھول کھول کر سامنے رکھتا ہے کہ کسی کی نظر کسی نہ کسی پہلو کو تو ضرور پکڑے گی۔ انسانی فطرت میں کسی مضمون کو قبول کرنے کے جتنے رستے ہیں قرآن کریم نے اس مضمون کو ان سب رستوں سے بیان فرمایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس جگہ مومنوں کو تقویٰ کا حکم دینے کا مطلب ہے کہ تقویٰ کی راہ پر اور آگے بڑھتے رہو۔ " للذین احسنوا فی الدنیا حسنة" کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جو اس دنیا میں حسنہ اختیار کریں گے ان کو حسنہ اس دنیا میں ملے گی جو بعد کی دنیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ترجمہ درست ہونے کے باوجود ثانوی حیثیت رکھتا ہے اور اولین ترجمہ وہی ہے جو آیت کے ظاہری بیان سے ظاہر و باہر ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے حسن عمل اختیار کیا، اپنی خوبیوں کو اور آگے بڑھایا ان کے لئے اس دنیا میں

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ کریں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۳ر مئی ۱۹۹۷ء:

آج مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے بچوں کی کلاس لی۔ باترجمہ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد مکرم امام صاحب نے اس اہم کلاس کی افادیت بچوں کو بتائی اور انہیں سمجھایا کہ اس کلاس سے ساری دنیا کے بچے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اتوار، ۴ر مئی ۱۹۹۷ء:

• آج پٹنی گرلز گرامر سکول سے آئی ہوئی طالبات کے ساتھ حضور انور کی ۱۲ر مارچ ۱۹۹۷ء کو کی گئی ملاقات کے سوال و جواب نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ ہوئے جو اس ہفتے کے الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکے ہیں تاہم موضوع گفتگو تھے، Death Penalty, Genetic Engineering, Arranged marriages, Adoption, Homo-sexuality, Idolise اور Idealise میں فرق، گفتگو پر معارف مبنی بر حقائق اور دلچسپ رہی۔ حج کے تعلق میں حضور انور نے فرمایا، حج کی مثال غسل کی طرح ہے جو انسان کی تمام ماضی کی بری عادات کو دھو دیتا ہے۔

سوموار، ۵ر مئی ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۴ جو ۱۱ر جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ جس میں Apis، لائیکوپوڈیم کے ذکر کے علاوہ ہائیڈروفوبئم جو کتے کے کاٹے کا علاج ہے زیر بحث آئیں۔ حضور نے بتایا کہ ہانمن نے ۶۰ سال کی عمر میں ہومیوپیتھی شروع کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سن پیدائش یعنی ۱۸۳۵ء میں اس نے فرانس میں منتقل ہو کر ہومیوپیتھی طریق علاج کو فرانس میں رواج دیا۔

مختلف امراض کے نسخے بھی حضور انور نے بتائے جنہیں ہومیوپیتھی کی کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ڈاکٹروں کو آج تک خدا تعالیٰ کے انسانی جسم کے اندر اتنے عظیم دفاعی نظام کی سمجھ نہیں آسکی۔ یہ دفاعی نظام خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہے۔

منگل، ۶ر مئی ۱۹۹۷ء:

آج معمول کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۹۷ لی اور سورہ النمل کی آیات ۶۸ تا ۸۷ کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرمائی۔

گاہے گاہے حضور انور قابل تشریح آیات پر ازراہ شفقت وقفہ کرتے اور روح کو گرما دینے والی تفسیر سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہیں۔ مثلاً آیت نمبر ۷۰ کے تعلق میں حضور انور نے فرمایا کہ آثار قدیمہ کے مطالعہ سے قرآنی بیانات کی حیرت انگیز طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جنوبی امریکہ میں مایا قوم کے آثار قدیمہ اس طرح پڑے ملے ہیں جیسے ان خوبصورت سرسبز و شاداب وادیوں کو ابھی ابھی منجمد کیا گیا ہو۔ یہ اس بات کا پیغام ہے کہ خدائی وعدے ضرور پورے ہوتے ہیں اور آئندہ زمانوں کے لئے ان کی عبرتناک تاریخ کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۷۳ کا بھی اختصار سے ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے اس میں پے در پے پیچھے لگ جانے والے عذاب کی وعید ہے جو قیامت تک جاری رہ سکتا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے یہود کی مثال دی۔

اسی طرح کتاب مبین، اندھوں اور بہروں اور پیٹھ پھیر کر چلے جانے اور خاص طور پر لفظ "دابة" کی تفسیر بیان فرمائی۔

بدھ، ۷ر مئی ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۹۸ ہوئی جس میں سورہ النمل کی آیات ۸۸ تا آخر اور سورہ القصص کی آیات ۱ تا ۵ کا ترجمہ اور تفسیر بیان ہوئی۔

آیت نمبر ۸۸ کی عارفانہ تشریح بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں "من فی السماوات" سے آسمانی یعنی روحانی مخلوق اور "من فی الارض" سے مراد زمینی مخلوق ہے۔ صور پھونکے جانے پر آسمانی وجود یعنی فرشتے وغیرہ اور زمینی وجود سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ الا من شاء کے تحت جو استثناء بیان کیا گیا ہے اس کے مختلف امکانات پر بھی حضور نے روشنی ڈالی۔

باقی اگلے صفحہ پر

اداریہ

☆☆ خلافت حقہ اسلامیہ ☆☆

قرآن مجید کی سورہ نور میں آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس دین کو تمکنت بخشے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور جیسا کہ قرآن مجید کی دوسری آیات میں ذکر ہے خدا تعالیٰ نے مومنین کے لئے جس دین کو پسند فرمایا ہے وہ دین اسلام ہے۔ پھر آیت استخلاف میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے خوف کو امن میں بدل دے گا اور وہ خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کریں گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

آج روئے زمین پر صرف جماعت احمدیہ مسلمہ ہی وہ جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کے اس وعدے کی مصداق ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں خلافت قائم ہے اور خلافت کی تمام برکات کو وہ روزمرہ مشاہدہ کرتی ہے۔ پس اس عظیم وعدے کا اس جماعت میں پورا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ یہ جماعت مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کی جماعت ہے۔ اس لئے اگر کوئی ہمیں غیر مسلم یا کافر سمجھتا ہے تو وہ جو چاہے سمجھے لیکن خدا تعالیٰ کی اس فعلی شہادت کا وہ کیا کرے گا کہ خلافت کا وعدہ صرف اس جماعت کے حق میں پورا ہو رہا ہے۔ اور چونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور وہی خلافت حقیقی معنوں میں خلافت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو اس لئے بعض لوگوں کا یہ خیال کہ انہیں مل جل کر متفقہ طور پر مسلمانوں کا کوئی خلیفہ منتخب کرنا چاہئے ایک لغو اور باطل خیال ہے۔ اول تو احمدیت سے باہر دوسرے مسلمانوں میں آپس میں اتنے اختلافات ہیں کہ ناممکن ہے کہ وہ کسی ایک شخص کو اپنا لیڈر یا خلیفہ منتخب کرنے پر متفق ہو سکیں۔ آج تک کتنی ہی ایسی کوششیں ہوئیں لیکن انکا انجام نامرادی کے سوا کچھ نہ ہوا۔ پھر اگر وہ بفرض محال کسی کو بطور خلیفہ مقرر کر بھی لیں تو اس خلیفہ کی حیثیت کیا ہو گی۔ تشتت و افتراق میں مبتلا انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ کی حیثیت ہو کیا سکتی ہے۔ پھر اگر کوئی ایسا خلیفہ بن بھی جائے تو وہ الٰہی تائیدات کو اپنے حق میں کیسے حاصل کر سکے گا۔ .... حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور جسے وہ خلیفہ بنائے اس کا وہ مؤید اور معین و مددگار ہوتا ہے اور اسکے حق میں اپنی قدرت و طاقت کے زبردست نشان دکھا کر دنیا پر ثابت فرماتا ہے کہ یہ بندہ اس کا مقرر کردہ ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت حقہ اسلامیہ کا جو سلسلہ جماعت احمدیہ میں قائم ہے یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق منہاج نبوت پر قائم ہونے والا خلافت کا مبارک سلسلہ ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ دین اسلام کو تمکنت عطا ہو رہی ہے۔ اندرونی طور پر افراد جماعت احمدیہ کے اندر بھی اسلامی تعلیمات کو راسخ کرنے کا ایک مضبوط نظام قائم ہے اور بیرونی محاذ پر بھی خلافت کے زیر سایہ دنیا بھر میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کی عظیم الشان مہمات نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔ اور یہ قافلہ اللہ کے فضلوں کے سہارے منزلوں پر منزلیں فتح کرتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ معاندین اور مفسدین کی طرف سے خوف کے حالات بھی پیدا کئے جاتے ہیں مگر خدائے قادر و توانا اپنے وعدہ کے موافق خوف کو امن میں بدلتا ہے۔ ساری دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے قیام کا جہاد بھی ہر سطح پر جاری ہے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات و خطابات میں عبادت کے قیام کی طرف بار بار توجہ دلاتے ہیں۔ ہم جو خدا کے فضل سے احمدی ہیں، خلافت کی برکات کا ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں اور ہمارا ایمان خلافت پر بڑھتا اور مستحکم ہوتا چلا جاتا ہے۔ جہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عظیم نعمت کی قدر کرتے ہوئے ایمان بالخلافت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے اعمال صالحہ میں ترقی کے لئے ہردم کوشاں رہیں وہاں یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ان محرومین کا بھی خیال کریں جو نادانی سے یا بدقسمتی سے حصار خلافت سے باہر ہیں اور طرح طرح کے دینی و دنیوی خطرات کا شکار ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اعمال صالحہ کو ایسا چمکائیں اور خدا تعالیٰ سے تقویٰ کا وہ نور طلب کریں جو دوسروں کو بھی اس طرف کھینچنے کا موجب ہو۔ یہ درست ہے کہ امت مسلمہ کو ایک قائد کی، ایک رہنما کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ آسمانی قائد، وہ آسمانی امام تو موجود ہے اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں اس کی سچائی پر گواہ ہیں مگر وہ جو اس کے باوجود انکار پر کمربستہ ہیں اور فسق کی راہ کو اپنانے پر مصر ہیں ان پر تو یہی مصرعہ صادق آتا ہے کہ پھر مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہر خوشگوار۔

کاش کہ مسلمان اس آسمانی امامت کو قبول کریں اور اس سے وابستہ ہوں۔ مبارک وہ جو اس کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی جاودانی زندگی کے سامان کرتا ہے۔

بقیہ : مختصرات از صفحہ اول

جمعرات، ۸ / مئی ۱۹۹۷ء :

آج نشر مکرر کے طور پر ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۵ جو ۱۲ / جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔
ہومیوپیتھی کی سرفہرست دوا برائیونیا (Bryonia) کے اوصاف و فوائد کا ذکر جاری رہا اور بہت سی بیماریوں کے علاوہ حضور انور نے فرمایا کہ یہ دوائی کالا موتیا کے لئے بھی مفید ہے۔ گلے کی انفیکشن کے لئے سلفر ۲۰۰ اور پائیروجینم ۲۰۰ کی طاقت میں استعمال کریں۔ اگر ضرورت پڑے تو ان کے ساتھ فیرم فاس، سلیشیا اور کالی میور 6X بھی ملائی جا سکتی ہے۔

جمعۃ المبارک، ۹ / مئی ۱۹۹۷ء :

آج اردو بولنے والے زائرین کے ساتھ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کا دن تھا۔ اس ملاقات کے دوران مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے۔ افادہ قارئین کیلئے سوالات اور بہت مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر تحریر ہیں۔

☆ تحفہ گولڑویہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "لم یلد و لم یولد" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عیسائیت کی نسل منقطع نہیں ہو گی بلکہ بڑھتی رہے گی تو پھر اسلام کے غلبہ کی پیش گوئی کس طرح پوری ہو گی ؟

حضور انور نے فرمایا، عیسائی اقوام کے کھنڈرات باقی رہیں گے اور وحدانیت کی تبلیغ کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی۔ اسلام کی طرف سے توحید کا دفاع قیامت تک جاری رہیگا۔

☆ جلد ہی ہانگ کانگ کو چین کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس کا سیاسی نتیجہ کیا ہو گا ؟ حضور انور نے فرمایا کہ اس کی دولت اور ٹیکنالوجی تو مغرب میں منتقل ہو چکی ہے اور وہاں باقی رہنے والے لوگوں میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ چین کے اندر رہتے ہوئے بھی آرام دہ زندگی گزار سکیں۔ حضور نے فرمایا کہ چینی قوم بہت کائیاں قوم ہے۔ ہانگ کانگ سنبھالنا ان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

☆ قیام پاکستان سے لے کر اب تک ملک میں اتنی ابتری اور ظلم ہے کہ اب لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ تقسیم ملک ایک غلطی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ احمدیوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ بھٹو صاحب بھی یہی کہا کرتے تھے کہ احمدی مارشل لاء لگواتے ہیں اس لئے ان کا قصہ پاک کرو اور اسی دوران وہ اپنا قصہ پاک کروا بیٹھے۔ پاکستان اسلام کی انفرادیت کو قائم رکھنے کا ایک وسیلہ ان کو عطا ہوا ہے اس وسیلے کی حفاظت کریں۔

☆ کیا ہر نماز کے لئے ہر حال میں وضو کرنا ضروری ہے ؟

حضور نے فرمایا ایک وضو سے اور نمازیں بھی ادا ہو سکتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

☆ کیا قرآن کریم اور بچوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسمیں کھانا جائز ہے ؟

حضور نے فرمایا کہ تقدیس اور ذمہ داری کے احساس سے منع بھی نہیں لیکن اصل میں تو اللہ کی قسم ہے۔ اللہ چونکہ انہیں نظر نہیں آتا اس لئے قرآن کی قسم کھا لیتے ہیں۔ بچے بھی چونکہ پیارے ہوتے ہیں اس لئے جھوٹے لوگ بچوں کی قسم نہیں کھاتے کیونکہ وہ ڈرتے ہیں کہ ان پر وبال پڑے گا۔

☆ کیا سؤر کی کھال اور ہڈیوں وغیرہ کا استعمال جائز ہے ؟

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں صرف سؤر کے گوشت کا استعمال منع ہے۔ انتہائی مجبوری کی حالت میں اس کا گوشت کھانا بھی جائز ہے تو پھر ہڈیوں کا کیا ذکر ؟

☆ فتح اسلام میں ایک الہام میں مسلمان مولویوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ یہودیو کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے ؟

حضور نے جواباً فرمایا کہ اس سے مراد آخری زمانہ کے مسلمان امت میں یہودی صفت لوگ مراد ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے۔

☆ کیا نماز کی تلاوت میں ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے ؟

حضور نے فرمایا بالجہر نہیں۔ احمدی حنفی طریقے کے مطابق بالجہر نہیں پڑھتے لیکن پڑھنے والوں پر کوئی ممانعت نہیں اور اس بات کو جماعت میں پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔

☆ آنحضرت ﷺ کے شق القمر کے معجزہ کی سائنسی اہمیت کیا ہے ؟

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک متفق علیہ مشاہدہ تھا اور سائنس کی بنیاد مشاہدہ پر ہے اس لئے اس کھوج میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر تفصیلاً فرمایا کہ چونکہ اس میں مہدی کے آنے کی پیش گوئی ہے اس لئے عرب اور ہندوستان کے افق پر اس واقعہ کے دیکھے جانے کی شہادتیں موجود ہیں۔

☆ اسی طرح لیبر پارٹی کی انگلستان میں فتح اور ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی روئیداد کے ریکارڈ کی اشاعت بھی زیر بحث آئیں۔

☆ ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس میں شہر لندن میں ممبر پر کھڑے مدلل رنگ میں تقریر کرنے اور سفید رنگ کے پرندے پکڑنے کا ذکر ہے۔ تو کیا اس میں آپ کے دور کے متعلق پیشگوئی ہے ؟

حضور نے فرمایا آج کا خلافت رابعہ کا دور ۱۰۰ سال پہلے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دور ہے۔ آپ نے ۱۸۸۲ء میں ماموریت کا دعویٰ فرمایا اور میں انگلینڈ میں ۱۹۸۲ء میں آیا۔ یہ اس بات کی یاددہانی ہے کہ یہ اس دور کی برکتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نازل فرما رہا ہے۔ نئی نسل کے انگریز جو ہمارے پاس بیعت کر کے آتے ہیں اپنی شخصیت مکمل طور پر بدل لیتے ہیں۔

(ا۔م۔چ)

اسلام میں خلافت کا نظام

رقم فرمودہ: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔

خلافت کا مضمون موٹے طور پر مندرجہ ذیل شاخوں میں تقسیم شدہ ہے۔ (۱) خلافت کی تعریف (۲) خلافت کی ضرورت (۳) خلافت کا قیام (۴) خلافت کی علامات (۵) خلافت کے اختیارات (۶) خلافت سے عزل کا سوال اور (۷) خلافت کا زمانہ۔ میں ان سب کے متعلق مختصر نقرات میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ واللہ الموفق والمستعان.

خلافت کی تعریف

سب سے اول نمبر پر خلافت کی تعریف کا سوال ہے یعنی یہ کہ خلافت سے مراد کیا ہے اور نظام خلافت کس چیز کا نام ہے؟ سو جاننا چاہئے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کو قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ **اول** وہ ربانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو "خلیفہ" کے نام سے یاد کیا ہے۔ **دوم** وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائم مقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔

خلافت کی ضرورت

دوسرا سوال خلافت کی ضرورت کا ہے یعنی نظام خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟۔ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تا کہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

خلافت کا قیام

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تا کہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حاضر الوقت لوگوں میں سے اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسند خلافت پر متمکن ہو سکے۔ البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آچکی ہوتی ہے اور وہ نبوت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے تا کہ وہ اس کی اطاعت بجالانے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب و غریب مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقۃً خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تصرف فرما کر ان کی رائے کو اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے متعلق حدیث میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابو بکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہیں ہونگے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ الوصیت میں یہی نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابو بکرؓ کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور حضرت ابو بکرؓ کی مثال پر خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ ان حوالوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گو بظاہر خلافت کے تقرر میں مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے۔

خلافت کی علامات

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کی علامات کیا ہیں جس سے ایک سچے خلیفہ کو شناخت کیا جا سکے؟ سو جاننا چاہئے کہ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ برحق کی دو بڑی علامتیں ہیں۔ ایک علامت وہ ہے جو سورہ نور کی آیت استخلاف میں بیان کی گئی ہے یعنی:

﴿لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً. یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً﴾

یعنی "سچے خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔ یہ خلفاء صرف میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے"۔ پس جس طرح ہر درخت اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح سچا خلیفہ اپنے اس روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔

دوسری علامت حدیث میں بیان کی گئی ہے جو یہ ہے کہ استثنائی حالات کو چھوڑ کر ہر خلیفہ کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہونا چاہئے کیونکہ گو حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے مگر خدا نے اپنی حکیمانہ تدبیر کے ماتحت خلفاء کے تقرر میں بظاہر مومنوں کی رائے کا بھی دخل رکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ﴿یدفع اللہ و یأبی المومنون﴾ یعنی نہ تو خدائی تقدیر ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے دے گی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہوگی۔ پس ہر خلیفہ برحق کی یہ دوہری علامت ہے کہ (۱) وہ مومنوں کے انتخاب سے قائم ہو اور (۲) خدا تعالیٰ اپنے فعل سے اس کی نصرت اور تائید میں کھڑا ہو جائے اور اس کے ذریعہ دین کو تمکنت پہنچے۔ اس کے سوا بعض اور علامتیں بھی ہیں مگر اس جگہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔

خلافت کی برکات

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ **آفتاب نبوت** کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ **ماہتاب نبوت** کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے۔ اور الٰہی جماعت کو اس دھکے کے اثرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری معیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم، ان کی روحانی و اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفہ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یک جہتی اور باہمی تعاون کا زریں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درس وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "من شذ شُذ فی النار"۔ یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا ہے اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا راستہ کھولتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں "علیکم بسنتی و سنة الخلفاء المھدیین" یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں ان کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہونگے۔ پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔

خلافت کے اختیارات

اگلا سوال خلافت کے اختیارات سے تعلق رکھتا ہے۔ سو اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے بنیادی نکتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے جس میں حکومت کا حق اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع ہے اور دوسری طرف شریعت ہمیشہ کے لئے مکمل ہو چکی ہے اس لئے جس طرح شریعت کے حدود کے اندر اندر نبوت کے اختیارات وسیع ہیں اسی طرح شریعت و سنت نبوت کی حدود کے اندر اندر خلافت کے اختیارات بھی وسیع ہیں یعنی ایک خلیفہ اسلامی شریعت کی حدود کے اندر اندر اور اپنے نبی متبوع کی سنت کے تابع رہتے ہوئے الٰہی جماعت کے نظم و نسق میں وسیع اختیارات رکھتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے جمہوریت زدہ نوجوان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک واحد شخص کے اختیارات کو اتنی وسعت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن انہیں سوچنا چاہئے کہ **اول** تو خلافت کسی جمہوری اور دنیوی نظام کا حصہ نہیں بلکہ روحانی اور دینی نظام کا حصہ ہے جس کا حق خدا تعالیٰ کے ازلی حق کا حصہ بن کر اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور خدا کا سایہ خلفاء کے سر پر رہتا ہے۔ **دوسرے** جب ایک خلیفہ کے لئے شریعت کی آہنی حدود معین ہیں اور نبی متبوع کی سنت کی چار دیواری بھی موجود ہے تو ان ٹھوس قیود کے ماتحت اس کے اختیارات کی وسعت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ نبی کے بعد خلیفہ کا وجود یقیناً ایک نعمت اور رحمت ہے اور رحمت کی وسعت بہرحال برکت کا موجب ہوتی ہے نہ کہ اعتراض کا۔ بایں ہمہ اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اس لئے اسے تمام اہم امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرنا چاہئے۔ بے شک وہ اس بات کا پابند نہیں کہ لوگوں کے مشورہ کو ہر صورت میں قبول کرے لیکن وہ مشورہ حاصل کرنے کا پابند ضرور ہے تا کہ اس طرح ایک طرف تو جماعت میں ملی اور دینی سیاست کی تربیت کا کام جاری رہے اور دوسری طرف عام کاموں میں مشورہ قبول کرنے سے جماعت میں زیادہ بشاشت کی کیفیت پیدا ہو۔ لیکن خاص حالات میں "فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ" کا مقام بھی قائم رہے۔ یہ ایک بہت لطیف فلسفہ ہے "وَلٰكِن قَلِيلاً مَا يَتَفَكَّرُونَ"۔

خلافت سے عزل کا سوال

جن لوگوں نے خلافت کے مقام کو نہیں سمجھا وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں الجھنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کے جمہوری نظاموں کی طرح خلافت کو بھی ایک دنیوی نظام خیال کر کے حسب ضرورت خلیفہ کے عزل کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے۔ اور گو اس میں مصلحت الٰہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقۃً وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور پھر وہ ایک اعلیٰ درجہ کا الٰہی انعام بھی ہے۔ پس اس کے متعلق کسی صورت میں عزل کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے

(تیسری قسط)

مجلس سوال و جواب

مجلس سوال و جواب منعقدہ ۳ جنوری ۱۹۹۷ء کی مکمل روداد ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے کیسٹ سے مرتب کیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے

اس سوال پر کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو کیا وہ مسلمان ہوتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مسلمان سے کیا مراد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے جتنے لوگ پیدا ہوئے ہیں وہ مسلمان پیدا ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے کہنے کے مطابق وہ سارے ہی مسلمان ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں مسلمان سے مراد اسلام کی شرعی تعلیم مراد نہیں ہے بلکہ نیک فطرت مراد ہے۔ ہر بچہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ صلاحیتوں کے مطابق Submitt کرنے والا ہے۔ اس کی فطرت خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتی ہے اس کے تابع رہتی ہے یعنی ہر بچہ اللہ کی مرضی کے تابع رہتا ہے۔ لیکن بعد میں "فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ" بعد میں اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اس لفظ یہودی نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ یہ اسلام مراد نہیں ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ رائج ہوا ہے کیونکہ یہودیت تو پہلے سے موجود تھی اور مجوسیت اس سے بھی پہلے سے تھی۔

ادبی سانچے اور شراب معرفت

مکرم عبید اللہ صاحب علیم نے ایک اور ادبی سوال اٹھاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اصل میں حضور انور نے میرے سوال کا جو بنیادی جواب دیا ہے اس کے بعض پہلوؤں کے بارہ میں مزید رہنمائی چاہوں گا۔ روشن خیال لوگ چاہے لٹریچر میں وہ کوئی بھی ادبی خیال رکھتے ہوں اس کی تو ایک حقیقت سامنے آ جاتی ہے لیکن آمد اور آورد کی جو ایک صورت حال انسان کی ہے وہ وہ طرز سخن میں بہت مشکل سے پیدا ہوتی ہے۔ اس بات کا تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آمد ہے یا آورد ہے لیکن مغالطہ وہاں پر شروع ہوتا ہے جہاں سے غیر ادب یا غیر ادبی شخصیت جو ہے وہ ادب کے سانچوں میں آنی شروع ہو جاتی ہے۔ تو وہ لٹریچر میں جیسے ہمارے ہاں اردو کا سفر ہے اس میں ایک واضح سفر ہوتے ہوتے ترقی پسند ادب آیا اس کے بعد بہت سے لکھنے والے آئے اور پھر اس کے اصناف میں انہوں نے ایک جھگڑا کیا کہ اصل میں یہ صنف جو ہے ہماری غزل کے جو سانچے ہیں وہ بالکل اب ختم ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں نئی سمت میں نئے انداز میں گفتگو کرنی چاہئے۔ یہ تمام سلسلے میرے ذہن میں ہیں کہ ان کے تعینات میں جیسے ہم دوسری چیزوں کا فیصلہ کر رہے ہیں یہ فیصلہ کیسے ہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی جو بناوٹ ہے یا سانچہ جس کو آپ کہہ رہے ہیں وہ سانچہ تو کوئی بھی ہو آپ کے بنیادی سوال کی راہ میں سانچے کی شکل بدلنا حائل نہیں ہوتا۔ سانچے بنانا اور نئے نئے سانچے ڈھالنا یہ انسانی فطرت کا ایک حق ہے اور اس کو آپ جس طرح چاہیں استعمال کریں لیکن سانچوں میں بھرا کیا ہوا ہے۔ یہ ہے اصل بات۔ چنانچہ بعض آزادانہ شاعری کے باوجود گہری ادبی روشنی رکھنے والے لوگ ہیں کہ ان کے آزاد شاعری کے سانچے بھی بہت پرلطف شراب سے بھر جاتے ہیں۔ یہ ہے اصل چیز کہ اس میں شراب معرفت بھری ہوئی ہے یا کچھ اور بھرا ہوا ہے۔

علیم صاحب نے عرض کیا آجکل ہمارے ہاں ایک تحریک چلی ہے نثری نظم کی۔ کہ نثر میں بھی شاعری ہو سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ تو ہم نے جو الگ الگ Patern کئے ہیں مجھے نثر اور نظم کے درمیان فرق سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ نظم کیوں ہے۔ اس لئے کہ میرے ذہن میں اعلیٰ درجہ کی تمام شاعری نثریہ شاعری ہے۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

یہ سب نثر ہی ہے اگر کوئی مضمون بیان کریں تو نثر میں بھی ہم اس کے علاوہ کچھ اور بیان نہیں کر سکتے۔

حضور نے فرمایا لیکن آپ کی سوچ کی ایک طرز ہے وہ جن رستوں پر چل رہی ہے میری سوچ اس سے مختلف رستوں پر چل رہی ہے۔ میرے نزدیک شاعری اور موسیقی یا نغمگی دو چیزیں ہیں اور جس کو ہم نظم کہتے ہیں اس میں نغمگی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ نثر میں نغمگی ضروری نہیں ہے لیکن شعریت آ جاتی ہے۔ اس لئے لوگ ایسی ایسی نثر بھی لکھتے ہیں کہ اس سے خوابیدہ فطرتیں جاگ اٹھتی ہیں۔ اس میں ایک شعریت کا مضمون ہے لیکن نغمگی نہیں ہوتی اس لئے جو بھی سانچے بنائے گئے شعراء کی طرف سے یا قدرتاً تخلیق پائے ان میں نغمگی کا پہلو بھی ہے یہاں تک کہ بعض شعراء نغمگی کے لحاظ سے درجہ کمال کو پہنچنے کی وجہ سے بہت شہرت پا گئے اور ان کے کلام آج بھی بہت ہی زندہ معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کو جب کرید کر دیکھیں تو نغمگی ہے شاعری نہیں۔ یہ جو میر انیس کے مرثیے ہیں، دبیر کے مرثیے ہیں ان پر غور کر کے آپ دیکھیں تو ان میں بڑی نغمگی ہے آواز کی لہک اور زنجیروں کی چمک۔ لگتا ہے کہ سارا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے۔ ان مرثیوں کے اندر ڈوب کر دیکھیں تو پتہ لگتا ہے کہ ان میں شعریت کوئی بھی نہیں تو اس لئے میرے نزدیک ان دونوں چیزوں کو شاعری میں الگ نہیں کرنا چاہئے۔ نثر لکھیں نثر کے طور پر لکھیں اور اپنے اوپر کوئی ایسی پابندی نہ لگائیں جس کی وجہ سے نثر پر شعری اظہار پر کوئی قدغن لگ جائے۔ جو لوگ ملا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ایک طرف تو شعری پابندیوں سے آزاد ہونا چاہتے ہیں دوسری طرف اپنی نثر کو اس طرح پیش کرنا چاہتے ہیں گویا عام نثر سے الگ ایک شعریت رکھنے والی نثر ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ نثر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ہے اس میں وہ شعریت کے عروج پر چلی جاتی ہے۔ مگر کوئی بھی نظم والی پابندی اس میں نہیں ہے اس لئے کہ بغیر کسی پابندی کے صرف اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ جس قسم کے لفظ جاری ہوئے ہیں اس کے مقابل پر دل جس قسم کے لفظوں کا تقاضا کر رہا ہے بعینہ ویسے لفظ پھوٹیں تاکہ ایک غیر معمولی قوت پیدا ہو جائے۔ اس زبان میں اور کوئی ایسا لفظ نہ آئے جو پہلے لفظوں کے ساتھ موافقت اور موانست نہ رکھتا ہو۔ اگر تضاد ہے تو بڑے نمایاں طور پر وہ تضاد کھل کر نکلے تاکہ جیسے قدرت میں قدرت کی طاقتوں کا تصادم ہوتا ہے تو وہ تصادم تضاد نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کے مقابل پر ابھارنے والی چیز ہے۔ بجلی کے کڑکے ہیں اور پھر اچانک سکوت پیدا ہوتا ہے اور فضا میں سکون چھا جاتا ہے اور ہلکی بارش

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

ہر گز نہ اتارنا" اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آ جاتا ہے۔ پھر نادان لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر باوجود اس کے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے عزل کا سوال اٹھ سکتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ایک نبی کے عزل کا سوال کیوں نہیں اٹھ سکتا؟ پس حق یہی ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے اور انبیاء کی طرح ان کے مزعومہ عزل کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اٹھا لے۔ خوب یاد رکھو کہ خلافت کے عزل کا سوال خلافت کے قیام کی فرع ہے نہ کہ ایک مستقل سوال۔ پس اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس نے بار بار اعلان فرمایا ہے اور جیسا کہ ہمارے آقا ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں صراحت فرمائی ہے تو عزل کا سوال کسی سچے مومن کے دل میں ایک لحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلام تو اس ضبط و نظم کا مذہب ہے کہ اس نے دنیوی حکمرانوں کے متعلق بھی جو محض لوگوں کی رائے سے یا ورثہ کی صورت میں قائم ہوتے ہیں تعلیم دی ہے کہ ان کے خلاف سر اٹھانے اور ان کے عزل کی کوشش کرنے کے درپے نہ ہو" اِلاَّ اَنْ تَروا کفرا بَوا حاً" (سوائے اس کے کہ تم ان کے رویہ میں خدائی قانون کی صریح بغاوت پاؤ)۔ تو کیا وہ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء اور نبی کے مقدس جانشینوں کے متعلق عزل کی اجازت دے سکتا ہے؟ ھَیھَاتَ ھَیھَاتَ بِمَا تُومَرُونَ۔

خلافت کا زمانہ

بالآخر اس بحث میں خلافت کے زمانہ کا سوال پیدا ہوتا ہے سو ظاہر ہے کہ جب خلافت خدا کا ایک انعام ہے اور وہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے آتی ہے تو لازماً اس کے قیام کی دو ہی شرطیں سمجھی جائیں گی۔ اول یہ کہ خدائے حکیم و علیم کے علم میں مومنوں کی جماعت میں اس کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں اور دوسرے یہ کہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے اس کی ضرورت باقی ہو۔ اور چونکہ یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کے مخصوص علم سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے کسی دور میں خلافت کے زمانہ کا علم بھی صرف خدا کو ہی ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نبوت کے متعلق فرماتا ہے "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" یعنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے سپرد کرے گا۔ اور چونکہ خلافت کا نظام بھی نبوت کے نظام کی فرع ہے اس لئے اس کے لئے بھی یہی قانون نافذ سمجھا جائے گا جو اس لطیف آیت میں نبوت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اب چونکہ 'حیث' کا لفظ جو اس آیت میں رکھا گیا ہے۔ عربی زبان میں **ظرف مکان اور ظرف زمان** دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لئے اس آیت کے مکمل معنی یہ بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ نبوت اور اس کی اتباع میں خلافت پر کسی شخص کو فائز کرے اور پھر کس عرصہ تک کے لئے اس انعام کو جاری رکھے؟ پس جب تک کسی الٰہی جماعت میں خلافت کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود رہیں گے اور پھر جب تک خدا کے علم میں کسی الٰہی جماعت کے لئے نبوت کے کام کی تکمیل اور اس کی تخم ریزی کے نشوونما کی ضرورت باقی رہے گی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اگر کسی وقت ظاہری اور تنظیمی خلافت کا دور دبے گا تو اس کے مقابل پر اسلام کی خدمت کے لئے روحانی خلافت کا دور ابھر آئے گا اور اس طرح انشاء اللہ اسلام کے باغ پر کبھی دائمی خزاں کا غلبہ نہیں ہوگا۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز العظیم"

(بشکریہ ماہنامہ "الفرقان" ربوہ، مئی جون ۱۹۶۷ء)

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

خطبہ جمعہ

توبہ، استغفار کے ساتھ ممکن ہوتی ہے

استغفار کا معنی ہے گناہوں کے داغ مٹا دینا، ان کو کلیۃً چھپا دینا، اتنا کہ وہ کالعدم ہو جائے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۴ر اپریل ۱۹۹۷ء بمطابق ۴ر شہادت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

قال رب بما اغويتنى لازينن لهم فى الارض ولاغوينهم اجمعين. الا عبادك منهم المخلصين. قال هذا صراط على مستقيم. ان عبادى ليس لك عليهم سلطٰن الا من اتبعك من الغٰوين. و ان جهنم لموعدهم اجمعين.

(سورہ الحجر آیات ۴۰ تا ۴۴)

یہ مضمون کچھ عرصے سے شروع ہے کہ جب تک انسان ایسی حالت میں جان نہ دے کہ وہ عباداللہ میں شامل ہو چکا ہو یا عبادالرحمان میں شامل ہو چکا ہو اس وقت تک اس کی آئندہ زندگی کے اچھے ہونے کے متعلق کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس کا برا ہونا بھی لازم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہے تو جس کو چاہے، جیسے چاہے بخش دے مگر وہ شخص جو مرتے وقت خدا کا بندہ نہ بن سکا اس کے متعلق یہ یقیناً کہہ دینا کہ وہ آئندہ زندگی میں نیک اجر پائے گا یا ضرور بخشا جائے گا یہ محض وہم و گمان ہے اور عمومی قاعدے کے خلاف ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کتنے ہیں جو اس دنیا میں جیتے جی خدا کے بندے بن چکے ہوتے ہیں۔ جب ہم خدا کے بندوں کی صفات پر غور کرتے ہیں جیسا کہ عبادالرحمان کی صفات میں نے آپ کے سامنے کھول کے رکھی تھیں تو ہر شخص اگر اپنے آپ کو کرید کر دیکھے اور تقویٰ رکھتا ہو، کچھ بھی انصاف سے کام لے تو اسے ہر دفعہ اپنے ضمیر کو کریدنے پر ایسے نشان دکھائی دیں گے جو خدا کے بندے ہونے کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ اگر کلیۃً نہیں تو کہیں نہ کہیں ہر انسان کبھی شیطان کا بندہ بن چکا ہوتا ہے اور اکثر آدمی اکثر صورتوں میں خدا کے سوا شیطان ہی کی عبادت کرتے ہوئے زندگی بسر کر دیتے ہیں۔ کیونکہ جب نفس کی عبادت کرتے ہیں وہ شیطان کی عبادت ہے۔ جب خدا کے احکامات کے بالکل برعکس ایک اپنا طریق ڈھالتے ہیں تو وہ صراط مستقیم تو بہرحال نہیں۔ اور اللہ کے بندوں کے متعلق یہ شرط ہے کہ وہ صراط مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ وہ جب صراط سے بھٹکے تو کسی آواز پہ بھٹکتے ہیں کسی اور منظر نے توجہ پھیری ہے اپنی طرف تب جا کے بھٹکتے ہیں ورنہ سیدھے راستے پر چلتا ہوا کون ہے جو اس سے الگ ہٹ کر قدم رکھ دے۔ پس جہاں بھی غیر کی آواز سنائی دیتی ہے اور آپ اس پر توجہ دیتے ہیں وہی موقع ہے آپ کی شیطان کی غلامی کو قبول کرنے کا۔ پرانے زمانے میں بعض کہانیاں ایسی ہوتی تھیں جو ہیں تو بظاہر ناممکن جنوں بھوتوں کی کہانیاں لیکن ان میں سبق ایسے ہوتے تھے جو سچائی کے سبق تھے۔ آج کل کے زمانے میں تو سبق آموز کہانیوں کا رواج بھی مٹ چکا ہے۔ اکثر کہانیاں وہ ہیں جو محض جہالت پیدا کرتی ہیں۔ لیکن ایک زمانہ تھا جب انسان میں اعلیٰ قدروں کی پہچان تھی اور اعلیٰ قدروں کو زندہ رکھنے کی خواہش ہوا کرتی تھی اس لئے کہانیاں بنانے والے بھی ایسی کہانیاں بناتے تھے اگر ان میں ڈوب کر دیکھیں تو کوئی نہ کوئی سبق ان میں ملے گا۔ ایک ان میں سے ایسی طرز کی کہانیاں تھیں جن کی طرز ایک ہی تھی اگرچہ کردار بدل جاتے تھے کہ انسان یا ایک شہزادے کو ایک مہم سر کرنی ہے مگر شرط یہ ہے کہ دائیں بائیں سے جو آوازیں آئیں گی ان سے متاثر ہو کر دائیں یا بائیں نہیں دیکھنا۔ اپنے رستے سے ہٹنا نہیں ہے۔ اگر رستے سے ہٹ گئے، اگر کسی حرص کی آواز پر لبیک کہہ دیا، یا کسی خوف دلانے والی آواز سے ڈر کر بدک گئے تو دونوں صورتوں میں تم وہیں پتھر کے ہو جاؤ گے۔ اب یہ کہانی تو بظاہر ناممکنات کی کہانی ہے مگر مذہبی دنیا میں بعینہ یہی ہوتا ہے۔ انسان جب صراط مستقیم پر چلتا ہوا باہر کی آوازوں پر کان دھرتا ہے تو وہیں سے اس کے لئے روحانی لحاظ سے مرنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور پتھر ہونے سے یہی مراد ہے۔ اور جب وہ بھٹک جاتا ہے، اس راہ کو چھوڑتا ہے تو اس کی روحانی زندگی وہیں ختم ہو جاتی ہے پھر وہ شیطان کا بندہ بن کر باقی زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ مضمون تو بالکل کھلا کھلا اور واضح ہے لیکن کہانیوں میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اکثر ہیں جو باوجود سمجھانے کے، باوجود تاکید کے، باوجود بتانے کے کہ اتنا بڑا خطرہ درپیش ہے ڈرانے والی آوازوں کی کوئی بھی حقیقت نہیں، حرص و ہوا دے کر اپنی طرف بلانے والی آوازوں میں کچھ بھی جان نہیں وہ تمہیں کچھ بھی عطا نہیں کر سکیں گی اس لئے بالکل پرواہ نہیں کرنی، اس سمجھانے کے باوجود اکثر ہیں جو پتھر کے ہو جاتے ہیں۔ تو سفر میں وہ شہزادہ جو کامیاب ہو کر آخر اپنے مقصد تک بامراد پہنچ جاتا ہے وہ رستے میں جگہ جگہ پتھروں کے لوگ دیکھتا ہے۔ پتھروں کے بت بنے ہوئے، کہیں پتھروں کی عورتیں ہیں، کہیں پتھروں کے مرد ہیں اور بالآخر جو زندگی پاتا ہے تو اس سے پتھر بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ اب یہ کہانی دیکھو کتنی عجیب و غریب اور مصنوعی ہے لیکن نبوت کے مضمون پر کیسے صادق آتی ہے، حرف بحرف پوری اترتی ہے۔ نبی کا زمانہ وہ ہے جب کہ سب دنیا ان آوازوں کی طرف کان دھرتی ہے، ان طمع کے مقامات کی طرف بڑھتی ہے جو اسے دکھائی دیتے ہیں۔ سبز باغ دکھائی دیتے ہیں کہ یہاں آؤ یہاں تمہیں جنت ملے گی، یہاں عیش و عشرت کے سامان ہیں، تمہاری لذت کے سامان ہیں۔ جب انسان ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ان تک پہنچتا ہے تو اس وقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ یہ لذت تو عارضی سی چیز تھی اور ہر لذت کے ساتھ کوئی دکھ لگا ہوا ہے۔ ہر لذت کے ساتھ جو اس قسم کی لذت ہے جو خدا کی عطا فرمودہ لذتوں سے باہر ہے کسی کی حق تلفی بھی ہے، کسی اور انسان کی جائیداد پر ہاتھ مارنے کے بغیر یہ جنت نہیں ملتی۔ کسی اور شخص کے رشتے داروں اور عزیزوں پر ہاتھ ڈالے بغیر یہ جنت نہیں ملتی۔ جب وہ ہاتھ ڈالتا ہے ایسی جنتوں پر تب اسے سمجھ آتی ہے کہ یہ جنت کسی نہ کسی کے لئے جہنم ضرور پیدا کرتی ہے اور بغیر جہنم پیدا کئے جنت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور کچھ دن کے بعد پھر جنت بھی مٹ جاتی ہے۔ اور جنت والے کے لئے جہنم چھوڑ جاتی ہے۔ کبھی بھی نیک انجام نہیں ہوتا۔ تو یہ کہانی انبیاء کے وقت میں لفظاً لفظاً بعینہ پوری ہوتی ہے کوئی بھی اس میں شک نہیں۔

ایک وجود ہے وہ ایک شہزادہ روحانی سلطنت کا جو خدا کا نبی ہوتا ہے وہ دائیں دیکھتا ہے نہ بائیں دیکھتا ہے، سیدھا اپنے خدا کی طرف نظر رکھے ہوئے بڑی بہادری کے ساتھ اس راہ پہ چلتا ہے اور اسی کی زندگی کا نقشہ ہے جو " لاحول ولاقوة الا بالله" میں کھینچا گیا ہے۔ **اور ان شیطانی آوازوں سے بچنے کا طریق بھی قرآن کریم کی اس آیت نے ہمیں سمجھا دیا کہ دیکھو اپنی طاقت سے تم بچ نہیں سکو گے یہ ورد کرتے ہوئے آگے بڑھو، "لاحول ولا قوۃ" کوئی بھی خوف نہیں ہے۔ "ولا قوۃ" اور کوئی طاقت نہیں ہے مجھے اچھا بنا دینے کی یا مجھے کچھ عطا کرنے کی "الا باللہ" اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔** یہ اگر ورد جان رہے، اگر اس کا مضمون سمجھ آ جائے اور انسان کامل یقین رکھے تو یہاں توحید کی عبادت شروع ہوتی ہے۔

توحید میں ایک نفی بھی ہے پھر مثبت بات ہے۔ پہلے 'لا' کا اقرار ہے کہ کوئی بھی نہیں مگر "لاحول و لا قوۃ" نے دو پہلوؤں سے توحید کو روشن کر دیا۔ ایک یہ کہ تمہیں جو خدا کے سوا کوئی نعمت کی بات عطا کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ نعمت وہی ہے جو خدا عطا کرے یا اس کے قوانین کے تابع تمہیں نصیب ہو۔ اگر خدا کے سوا کوئی

اپنے عذاب سے ڈراتا ہے جیساکہ فرعون نے ڈرایا تھا جیساکہ آج بھی خدا کے نام پر اس کے بھٹکے ہوئے بندے بعض دوسروں کو ڈراتے ہیں کہ اگر تم نے خدا کی آواز پر لبیک کہا تو ہم سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ کہتے تو یہ ہیں کہ تمہاری آواز جس پر لبیک کہہ رہے ہو شیطان کی ہے مگر وہ خود شیطان ہوتے ہیں اور اسی طرح شیطان بھیس بدل بدل کر جیساکہ قرآن فرمارہا ہے بعض دفعہ نصیحت کے رنگ میں بعض دفعہ دھمکانے کے رنگ میں نیکی کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے۔ کہتا ہے اس راہ سے ہٹ جاؤ ورنہ بہت برا سلوک کیا جائے گا۔ جو ڈر جائیں وہ وہیں پتھر ہو جاتے ہیں یعنی ان کا روحانی وجود ختم ہو جاتا ہے۔ مگر نبی نہ صرف خود بچ کر چلتا ہے اور ہمیشہ 'لاحول و لا قوۃالا باللہ' کا مضمون پیش نظر رکھتا ہے بلکہ یہ توحید کا شہزادہ جب منزل تک جا پہنچتا ہے جہاں خدا اسے قبول فرمالیتا ہے تو جس پتھر پر پھونک مارے وہ پتھر جاگ اٹھتا ہے، صدیوں کے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ تو دیکھو کیسا کہانی کے اندر ایک گہرا سبق موجود ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ایک رویا ایسی ہی دیکھی تھی اور "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" ورد کرتے ہوئے اپنے آپ کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور ساری بلائیں غائب ہو گئیں۔ ایک نظارہ میں نے خود بھی دیکھا بعینہ اسی قسم کا لیکن اس میں 'خدا کے فضل ور رحم کے ساتھ' نہیں بلکہ " رب کل شئی خادمك رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا" کی دعا تھی جس نے مجھے بچایا اور ساری منزل خدا کے فضل کے ساتھ خیر وعافیت سے طے ہوئی یعنی ارد گرد کے خوف اور ارد گرد کی حرص اور طمعیں کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔

تو یہ ایک صرف رویا کا تجربہ نہیں، عملی دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ **پس کسی نہ کسی دعا کے سہارے آپ کو صراط مستقیم پر قائم رہنا ہوگا اس کے بغیر نا ممکن ہے۔** اور نبی جب ایک دفعہ صراط مستقیم عطا کر دے تو پھر بھٹکنے کا دوبارہ سامان " غیر المغضوب علیھم ولاالضالین" کا مضمون پھر چل پڑتا ہے۔ تو یہ خیال کر لینا کہ میں نے اپنے مقصد کو پالیا اور میں مقام محفوظ پہ پہنچ چکا ہوں تو یہ محض وہم ہے، ایک دل کا دھوکہ ہے۔ انبیاء کو اس لئے معصوم کہا جاتا ہے کہ انبیاء اس سڑک پر چلتے ہوئے بھی خدا کی حفاظت میں اس طرح کلیۃً لپیٹے جاتے ہیں گویا خدا کی گود میں آگئے۔ بظاہر چلتے ہیں مگر خدا کی گود میں آگے بڑھتے ہیں۔ یہ مقام معصوم ہے مگر ہر شخص کو یہ مقام نصیب نہیں ہوتا اور ہر شخص کے لئے جو نبیوں کی پیروی کرتا ہے اگر اس پیروی میں کوتاہی کرے تو یہ خطرہ موجود رہتا ہے کہ اس راہ پر چلتے ہوئے بھی وہ بالآخر مغضوب ہو جائے یعنی اس راہ کے تقاضے پورے نہ کر سکے یا ضالین ہو جائے دنیا کی لذتوں میں کھویا جائے اور راہ سے ہٹ جائے۔

پس دونوں طریق وہی پتھر بنانے والے طریق ہیں اور شیطان کی عبادت کے مختلف نام رکھ دئے گئے ہیں کیونکہ ہے شیطان ہی کی عبادت، جب بھی صراط مستقیم سے آپ کسی خوف یا حرص کے نتیجے میں اپنے قدم ہٹائیں گے تو وہیں سے خدا کی عبادت ختم اور شیطان کی شروع۔ اس مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھنے کے باوجود پھر کتنے ہیں جو ان آوازوں پر دھیان نہیں دیتے۔ اب یہ جو سوال ہے اسکا جواب ہر شخص خود دے سکتا ہے اور ہر شخص اگر تقویٰ کا کوئی بھی شائبہ اپنے اندر رکھتا ہے تو جواب دے گا کہ ہاں بسا اوقات کئی دفعہ ظاہر طور پر کئی دفعہ مخفی طور پر لاعلمی میں میں شیطان کی آواز پر لبیک کہہ چکا ہوں اور اس راہ سے ہٹ چکا ہوں پھر واپسی کیسے ممکن ہوگی۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق میں آپ کو چند باتیں بتانا چاہتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے نبی ہی کا فیض ہوتا ہے کہ واپسی ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے انبیاء ان راہوں کی باریکیوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ خوب کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھٹکی ہوئی جو راہیں خود نہیں دیکھیں ان کو اس صفائی سے بیان فرماتے تھے کہ آدمی حیران رہ جاتا تھا۔ گناہ کی باریک ترین راہوں کو بھی کھول کر روشن فرمادیا کرتے تھے کہ اس طرح بھی گناہ پیدا ہوتا ہے، اس طرح بھی گناہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک آپ ان راہوں پر چل چکے تھے اس لئے کہ کوئی انسان بھی توحید کی اعلیٰ منزل طے نہیں کر سکتا جب تک ان راہوں کے خطرات سے آگاہ ہو کر ان پر غالب نہ آچکا ہو۔

پس نبی کے تجربے عام گنہگار کے تجربے سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر عام لوگ سمجھ نہیں سکتے اس بات کو کیونکہ نبی پر ابتلاء کی بہت باریک راہیں آتی ہیں اور ہر راہ میں وہ کامیابی سے گزرتا ہے۔ ہر باریک سے باریک، چھپے سے چھپے خطرے کو بھی جانتا ہے، پہچانتا ہے اور ہر دفعہ شیطان کی آواز کو رد کرتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے تجربہ اس کا ایسا ہے جو گنہگار کو بھی کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ **گنہگار کو اتنی باریک راہوں سے نہیں گزرنا پڑتا جن باریک راہوں سے نبی گزرتا ہے اور اس کو تقویٰ کی باریک راہیں کہا جاتا ہے، گناہ کی باریک راہیں نہیں کہا جاتا۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجربے کو تقویٰ کی باریک راہیں فرمایا ہے تقویٰ سے مراد ہے بچنا۔ بنیادی معنی یہ ہے۔ تو وہ باریک راہیں جن سے نبی یا خدا کا نیک بندہ بچتا ہوا گزر جاتا ہے۔ اس لئے جب بچ کے گزرتا ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ خطرہ تھا کیا؟ اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس خطرے سے بچا کیسے جاسکتا ہے۔ تو تجربہ اس کا ایسا عظیم الشان، اتنا وسیع ہے کہ جب وہ بیان کرتا ہے تو ہر گنہگار سمجھتا ہے میرے دل کے اندر جھانک کر اس نے دیکھا ہے یعنی ہر باریک سے باریک کیفیت کو جانتا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے بھی زیادہ بڑی آزمائشوں سے وہ اپنے ذہنی اور قلبی سفر میں گزر چکا ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہر غلط آواز کو رد کر کے گزرتا ہے، اسے قبول کرتا ہوا نہیں گزرتا۔ اور یہی فرق ہے گنہگار اور معصوم نبی میں کہ گنہگار قبول کرتے ہوئے گزرتا ہے اور دنیا اس سے بھری پڑی ہے۔ نیک بندوں میں بھی کثرت سے ایسے ہیں جو ان ٹھوکروں میں مبتلا ہوئے اور ٹھوکر کھا گئے لیکن پھر اٹھتے ہیں پھر بچ کے گزرتے ہیں۔ تو یہ ہے وہ استغفار کا مضمون جسے تمام تر باریکی کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔ استغفار کے مضمون میں اگر غلطی کریں گے تو یہ خیال پیدا ہوگا کہ ابھی استغفار کی اور ابھی چھٹی ہو گئی، گناہوں سے توبہ کر لی اور بس ختم۔ **توبہ، استغفار کے ساتھ ممکن ہوتی ہے اور استغفار میں پوری طرح صفائی پیش نظر ہے یعنی ہر طرح کے گناہ کو اتنا اس کو دبا کے ذلیل ورسوا کر دینا کہ وہ پھر دکھائی تک نہ دے۔** اور یہ ذلیل اور رسوا کر کے اس کو دبا ڈالنا یہ دراصل استغفار ہے۔ اور آدم جن پتوں کے پیچھے چھپ رہا تھا وہ استغفار کے پتے تھے۔ اور اس میں بھی اب دیکھیں کتنا باریک فرق ہے ریاکاری اور گناہ دبانے میں۔ ریاکاری کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ پتوں کے پیچھے چھپ جائے، اندر وہی کرتا رہے جو پہلے گناہ تھے اور دیکھنے والے کو پتے دکھائی دیں۔ حقیقی استغفار کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ پتے آجاتے ہیں تو بدن کے داغ واقعۃً مٹ جاتے ہیں اور انسان کے گناہ ان میں چھپ کر نظر سے غائب ہوتے ہیں۔ اب نظر کس کی تھی جو دیکھ رہی تھی۔ جب اس مضمون کو سمجھیں گے تو اسغفار کے مضمون کو ریا کے مضمون سے بالکل الگ دیکھیں گے۔ بائبل نے غلطی کی اور یہ سمجھا کہ وہ ظاہری طور پر خدا کی آنکھ سے چھپ رہا تھا۔ ظاہری طور پر وہ چھپ سکتا ہی نہیں تھا۔ ناممکن ہے کہ کسی درخت کی اوٹ میں، کسی گھاس پھوس کے پردے میں جا کر کوئی انسان اللہ سے چھپ جائے۔

تو وہ استغفار جو شجرہ طیبہ کے پتے تھے جن کے پیچھے وہ اپنے گناہ کو اس طرح ڈھانپ رہا تھا کہ خدا

CAPRI PARTY SERVICE

والوں کی فخریہ پیشکش

اب آپ کو اپنی تقریبات پر کھانا پکوانے کی پریشانی ختم

Capri Party Sercice

والے پیش کرتے ہیں

حلال گوشت سے تیار پکا پکایا کھانا دوسروں سے بارعایت

مرغ پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ ۹ مارک فی کس

مرغ پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ، مرغ روسٹ ۱۲ مارک فی کس

گوشت پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ یا فروٹ ۱۰ مارک فی کس

اور آپ کی پسند کے دوسرے کھانے

نرگسی کوفتے، چکن کڑاہی، مٹن کڑاہی، بریانی، فرنی، کھیر، رس ملائی، گلاب جامن اور بہت سے دوسرے کھانے جو آپ پسند کریں

پان بھی دستیاب ہیں

Germany= Tel. & Fax: (06195) 37 36

Handy: 01726743185

کو بھی وہ غائب ہوتا ہوا دکھائی دے، خدا بھی اس گناہ کو نہ دیکھے۔ دیکھ سکنے کے باوجود اگر نہیں دیکھتا تو وہ گناہ مٹ گیا ہے اور یہ کامل استغفار ہے کہ اس کو ڈھانپے مگر دنیا والوں کی نظر سے نہیں اللہ کی آنکھ سے ڈھانپ دے۔ خدا بھی دیکھے تو اس میں اس گناہ کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ یہ کامل استغفار ہے جس کے بعد نئی زندگی پیدا ہوتی ہے اور اسی استغفار کی تلاش دراصل مومن کا حقیقی جہاد ہے۔

پھر جہاد کی راہوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی باریکی سے کھول کھول کر بیان فرمایا۔ اور یہ اس لئے کہ آج کے مسائل کا سب سے اہم مسئلہ ہے کہ ہمارا جہاد ہی گناہوں سے نکال کر بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کے پاک بندوں میں شامل کرنا، صراط مستقیم پر چلنے والوں میں ان کو داخل کرنا اور تقدس کا ایسا لباس عطا کرنا ہے جو پھٹتا نہیں ہے۔ جو ہمیشہ ساتھ دیا کرتا ہے۔ اتنا بڑا کام ہے اور ہم خود داغدار اور گنہگار ہیں۔ اگر ہم اپنی صفائی کی طرف توجہ نہیں کریں گے تو ہمارا دعویٰ محض جھوٹ کا دعویٰ ہوگا۔ یہ بات بھول جائیں کہ دشمن ہماری برائیاں دیکھ رہا ہے کہ نہیں، جانتا ہے کہ نہیں۔ یہ سب بے معنی، بے حقیقت باتیں ہیں۔ ایک ہی آنکھ ہے جو خدا کی آنکھ ہے جو دیکھ رہی ہے تو جو دیکھ رہی ہے وہی سچ ہے۔ اس کی نظر میں اگر ہم داغدار ہی مر رہے ہیں، اس کی نظر میں اگر ہم ایسے مر رہے ہیں کہ ہمارے جو بھی گند تھے ہم نے ان کی صفائی کی کوشش بھی نہیں کی تو یہ مرنے والے خدا کے بندوں کے طور پر نہیں مرا کرتے۔ یہ مرنے والے شیطان کے بندوں کے طور پر مرتے ہیں۔ وہ لوگ جو دیانت داری سے صفائی کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اور پھر اس حالت میں وہ جان دیدیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا احسان اور رحمت ہے کہ وہ ان کو بھی اپنے بندوں میں شمار کر لیتا ہے۔

پس مغفرت کی راہ آغاز میں بھی محفوظ ہے اور انجام میں بھی محفوظ ہے۔ اگر مغفرت کے تقاضے آپ سب پورے کر لیں اور استغفار اس حد تک کریں کہ گناہ کلیۃً مٹ جائے تو یہ مغفرت کا جو اعلیٰ درجے کا تقاضا تھا وہ پورا ہو گیا اس کے اوپر پھر کوئی کامیابی نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ استغفار میں ہر دوسرے نبی سے ہی نہیں ہر دوسرے انسان سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اور جاہل دشمن کہتا ہے کہ اگر گناہ نہیں کئے تھے تو اتنا استغفار کیوں کر رہے تھے۔ ان بیوقوفوں کو پتہ نہیں کہ استغفار کا حقیقی معنی وہی ہے جو میں اب بیان کر رہا ہوں کہ ایسا گناہوں کے داغ، اس کا نشان مٹ جانا، اس کا تصور مٹ جانا کہ خدا کی آنکھ بھی دیکھے تو وہاں اس کو کچھ دکھائی نہ دے۔ پس آنحضرت ﷺ کا استغفار اس اعلیٰ شان کا استغفار تھا کہ گناہوں کی راہوں سے گزرے تو آپ بھی تھے ان گناہوں کی راہوں سے بچتے ہوئے گزرنا اور استغفار کے ذریعے ان کے خیالات کو مٹا دینا یہ سفر تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا خدا جوئی کا سفر تھا اور ہمارے سفر لازماً اس کے تابع ہونگے تو ہمارے لئے نجات کا کوئی امکان پیدا ہوگا تو ایک گنہگار کے لئے بھی اس میں ایک بڑی خوشخبری ہے۔

آنحضرت ﷺ کے سفر کی جو نوعیت اور اس کا جو مرتبہ اور اس کا علو، اس کی بلندی یہ ساری چیزیں عام انسان کے تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔ مگر نقش پا جو پیچھے چھوڑ گئے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے، ان کو چومتے ہوئے انسان آگے بڑھ سکتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ **استغفار کو زندگی کا لازمہ بنانا ہوگا اور استغفار کا معنی منہ سے بخشش مانگنا نہیں۔ استغفار کا معنی ہے گناہوں کے داغ مٹا دینا، ان کو کلیۃً چھپا دینا، اتنا کہ وہ کالعدم ہو جائیں۔**

اب یہ جو تجربہ ہے انسانی زندگی کا یہ نیک لوگوں کے تجربے کے علاوہ عام دنیا کے مسائل میں بھی اسی قسم کے تجربے ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایک انسان نے اگر باریک مسائل سمجھنے ہوں تو اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ موٹے موٹے مسائل اسی سے ملتے جلتے ہیں ان پر نظر رکھے تو باریک مسائل سمجھ آ جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے ایک قاتل کے متعلق جس نے کسی بڑے آدمی کو بنی اسرائیل میں قتل کیا تھا، "اضربوا" کے لفظ استعمال کئے کہ اگر تم نے تلاش کرنا ہے تو اس سے ملتی جلتی مثالوں پر غور کرو۔ کوئی ایسا قاتل ہے جس کے قتل کی طرز اس طرح کی ہے Modus Operandi کہتے ہیں ہر قاتل کا-fy Modus Operandi بنیادی طور پر ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کی جو ساخت ہے دماغ کی وہ جس طریق پر قتل سوچتا ہے خواہ آلہ و ہتھیار بھی بدل جائیں وہ طریق ضرور دکھائی دے دے گا۔ اور چوٹی کے جو سراغ رساں ہیں وہ اس ModUS Operandi کے ذریعے قاتلوں کو پہچانا کرتے ہیں۔

اب یہ بات قرآن کریم نے حضرت موسیٰؑ کو سمجھائی کہ بنی اسرائیل میں جو قتل ہوا ہے ایک بڑے آدمی کا اس کو اس کی مثالوں پر پرکھ کے دیکھو اس شخص کی حرکتیں تمہیں دکھائی دے جائیں گی۔ اس کا ترجمہ غلط کر لیا گیا مگر میں اس تفصیل میں نہیں اس وقت جاتا۔ اصل یہ معنی ہے اس آیت کریمہ کا اور یہاں بھی بہترین طریق، باریک مسائل کو سمجھنے کا یہی ہے کہ موٹی موٹی باتیں جب دکھائی دیتی ہیں ان کے اوپر باریک مثالوں کو پرکھا جائے۔ اب آپ دیکھیں کہ دھوبی کپڑے دھوتا ہے اور کرتا کیا ہے داغ مٹ جائیں۔ اس غرض سے نہیں دھوتا کہ داغ رہیں مگر دکھائی نہ دیں۔ جو اس غرض سے کرتے ہیں وہ منافقت ہے، وہ دکھاوا ہے اور وہ پھر کبھی نہ کبھی پکڑے بھی جاتے ہیں۔ مگر دھوبی جس نیت سے داغ دھوتا ہے وہ استغفار ہے اس کو پٹختا ہے باربار، پتھروں پر مارتا ہے۔ راتوں کو جاگ کر محنت کرتا ہے اس پر مصالحے ڈالتا ہے کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح یہ داغ بالکل مٹ جائے یہاں تک کہ دکھائی نہ دے۔ تو دکھائی نہ دینے کی کوشش ہر دفعہ منافقت نہیں ہوا کرتی۔ اعلیٰ درجے کی سچائی بھی یہی کام کرتی ہے۔ **منافق گند کو رکھتے ہوئے چھپاتا ہے اور اعلیٰ درجے کا نیک انسان گند کو دور کر کے مٹاتا ہے اور یہاں تک کہ وہ دکھائی نہیں دیتا۔** اب اس میں ایک سیکنڈ میں تو کپڑے نہیں دھل جایا کرتے۔ اگر لوہے کی کوئی چیز ہے جس پر گند لگا ہوا ہے تو دیکھیں آپ کو کتنا وقت لگتا ہے اس کو آہستہ آہستہ گند کو صاف کرنا، ریتیوں کے ساتھ، کپڑے مار مار کے، کچھ مصالحے لگا لگا کے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور زندگی کی حقیقتیں خواہ وہ روحانی ہوں خواہ جسمانی ہوں وہ ایک دوسری سے ملتی جلتی حقیقتیں ہیں۔ جو دکھائی دیتی ہیں ان پر تو غور کرو۔ اگر ان پر بھی غور نہیں کرو گے تو جو نہیں دکھائی دیتیں ان پر کیسے غور کر سکو گے، ان کو کیسے سمجھ سکو گے۔

پس داغوں کو دور کرنے کا مضمون جو دنیا میں دیکھتے ہو اپنی روح پر اسی کو چسپاں کرو، اسی کو استعمال کرو تو پھر امید بندھ جاتی ہے کہ اللہ غفورٌ رحیم ہے۔ ہماری زندگی کے مٹ جانے سے پہلے داغ نہ بھی مٹے تو اپنی رحمت سے ان کو دھو دے گا اور کالعدم کر دے گا۔ یہ عفو ہے خدا کا، صرف مغفرت ہی نہیں فرماتا بلکہ عفوّ بھی ہے۔ عفوّ کا یہی مطلب ہے کہ ہے تو سہی مگر صرف نظر فرما لیتا ہے کہ گویا داغ تھا ہی نہیں۔ جب ایک انسان اپنی نظر ہی پھیر لے تو جو چیز موجود ہے وہ بھی دکھائی نہیں دے گی۔ تو خدا کو دکھائی تو دیتا ہے مگر سلوک ایسا فرماتا ہے کہ گویا اس نے دیکھا نہیں یہ عفو کا مقام ہے۔ تو جب خدا تعالیٰ عفو کا وعدہ بھی فرما رہا ہے وہ سہارے بھی عطا کر رہا ہے تو ایک گناہ گار بندے کے لئے مایوسی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کو چاہئے کہ حقائق کی دنیا میں اتر کر معروف حقیقتوں کو پہچانے، ان کی مثالوں کو نسبتاً غیر معروف حقیقتوں پر چسپاں کرے تو اس کی زندگی کا سفر بالکل کھلا کھلا اور صاف اور روشن ہو جائے گا کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو اس کو دکھائی نہ دے سکے۔

بعض دفعہ لوگ سنتے ہیں کہ ایک ہی نظر نے کسی کو پاک کر دیا۔ اب کسی ایک نظر سے کپڑے تو صاف ہوتے دیکھے نہیں کبھی۔ کبھی کسی ایک نظر سے صدیوں کے لگے ہوئے زنگ تو دور ہوتے دیکھے نہیں۔ اور یہ قانون کس نے بنایا ہے۔ کیا اس خدا نے نہیں بنایا جو روحانی قانون کا بھی خالق ہے تو تضاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر مادی قوانین میں بھی بعض تیزی سے رونما ہونے والے واقعات ہمیں دکھائی دیتے ہیں مثلاً وہ زنگ دار چیز جس کے اوپر سال ہا سال سے زنگ لگا ہوا ہے اس کو رگڑ رگڑ کر صاف کرنا اور دواؤں کے ساتھ صاف کرنا بعض دفعہ ممکن نہیں ہوتا تو انسان اس کو بھٹی میں ڈال دیتا ہے اور جو کام سالوں کی محنت نہیں کر سکتی وہ بھٹی کے چند لمحے کر دکھاتے ہیں لیکن آگ میں جلنا پڑتا ہے۔

پس وہ لوگ جو بعض دفعہ اچانک استغفار کے نتیجے میں زندہ ہو جاتے ہیں وہ لوگ جن کے اندر اچانک ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہے ان کی تکلیف بھی اسی حد تک بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور بغیر تکلیف سے گزرے استغفار ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اگر آگ بھڑک اٹھی ہے ان کے اندر ندامت کی اور خدا کے حضور شرمندگی کی اور توبہ اپنے اندر ایک جہنم پیدا کر دے تو اس جہنم میں اس کے سارے گناہ بھڑک کر ایک دم ختم ہو جائیں گے۔ پس نئی زندگی اچانک جو ملتی ہے وہ بھی قانون قدرت کے مطابق ہے۔ یا استغفار ایسا کرو کہ زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو جائے۔ آناً فاناً تم اس آگ میں جل جاؤ جو خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کی عظمت، اس کے رعب کی آگ ہے تو پھر یہ درست ہے کہ ایک ہی دن میں تمہاری کایا پلٹ سکتی ہے۔ مگر ایسے لوگ ہیں کتنے۔ کتنے ہیں جن میں یہ توفیق ہے کہ اتنے بڑے عذاب میں سے گزریں کیونکہ واقعۃً گناہ کی زندگی سے کلیۃً اجتناب کر لینا ایک بہت بڑے عذاب کو چاہتا ہے۔

اب یہی وہ عذاب ہے جس میں سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر شخص گزرے گا ضرور، بعض دفعہ آہستہ آہستہ گزرتے ہیں لمبا وقت لیتے ہیں محنتیں کرتے ہیں۔ بالآخر اللہ کا فضل اگر شامل حال ہو تو نجات پا جاتے ہیں۔ کچھ ہیں جن کے اندر ایک دم ندامت اور شرمندگی کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور وہ جو توبہ کرتے ہیں وہ آناً فاناً توبہ ہے۔ پس بعض دفعہ نیک لوگوں کی نظریں جو زندہ کرتی ہیں جیسا کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نظریں زندہ کیا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے آپؐ کی غلامی میں یہی ملکہ عطا فرمایا کہ بعض دفعہ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ دیکھا اور کایا پلٹ گئی، ایک نیا وجود پیدا ہو گیا۔

تو جس حد تک وہ وجود پیدا ہوتا ہوا ہمیں نظر آتا ہے ہم اسے ایک غائبانہ معجزہ سمجھتے ہیں جس میں

قانون قدرت کار فرما نہیں ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ وہ نظر ان پر کام کرتی ہے جن کے دل کے اندر ایسا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر قسم کے دکھ کو برداشت کرنے کے لئے نہ صرف آمادہ ہوتے ہیں بلکہ برداشت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں ان کو۔ ہر لذت کی چیز سے اپنی نا آشنائی گویا کبھی واقف ہی نہیں ہوئے تھے اس کے۔ تمام زندگی کے آراموں کو تج دیا، ایک نئی فقیرانہ زندگی بسر کرلی، جو کچھ تھا ہاتھ میں وہ سب کچھ کھو بیٹھے ہوئے تھے یہ وہ استغفار ہے جو بھڑک اٹھتا ہے بعض دفعہ۔ اور یہ استغفار قربانی ضرور دیتا ہے۔ یہ خیال نہیں ہے کہ نظر پڑی اور آپ ٹھیک ہو گئے تو نظر کے نتیجے میں اگر قربانی بھڑک اٹھے، ایک دم ایسی بھڑکے کہ اس کے شعلے آپ کی ذات کے ہر غیر اللہ کے وجود کو بھسم کر ڈالے تو یہ اچانک ہونے والا واقعہ یہ واقعۃً رونما ہوتا ہے لیکن فرضی طور پر کہانیوں کے رنگ میں نہیں بلکہ قانون وہی ہیں۔

پس آپ خواہ قیمت ایک سال سر رگڑ رگڑ کر دیں، خواہ اچانک دے دیں قیمت تو دینی پڑے گی۔ اور ہر چیز جو حاصل کی جاتی ہے اس کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ پس اس فرضی دنیا میں نہ رہیں کہ اچانک کسی کی نظر ٹھیک کر دے۔ کسی بزرگ کی قبر پر دعا ہو گئی تو آپ زندہ ہو گئے۔ یہ سب جھوٹ ہے، فساد ہے، یہ شیطانی ہے۔ اس کو اللہ اور اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے مضامین کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استغفار کی راہوں کو اور بعض ایسی غلط فہمیوں کو جو اس رستے میں لوگوں کو درپیش ہوئیں خوب کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔ مگر سب سے پہلے شاید میں نے آیات جو تلاوت کی تھیں ان کا ترجمہ نہیں کیا تھا۔ یہ سورہ الحجر کی آیات چالیس تا چوالیس تھیں جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔

﴿قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین﴾ شیطان نے کہا اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دے ہی دیا ہے اس میں بھی ایک بڑی حکمت کی بات ہے۔ شیطان جانتے بوجھتے شرارت کر رہا ہے اور خدا تعالیٰ سے جو کلام کرتا ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں بولتا ویسے کہتا ہے جب تو نے مجھے گمراہ قرار دے دیا ہے تو یہ تو لازمی بات ہے کہ تیرا فیصلہ درست ہوگا۔ اگر یہ فیصلہ درست ہے تو پھر مجھے گمراہ کے طور پر اب رہنا پڑے گا۔ اب گویا میرا مقدر بن گیا کہ قیامت تک اب میں گمراہ ہی رہوں گا۔ تو نے مجھے کہہ جو دیا کہ تو قیامت تک گمراہ ہے۔ تو پھر قیامت تک گمراہی کے کام کیوں نہ کروں اور میرا نفسی انتقام ایک یہ ہے کیونکہ مغرور انسان جب مارا جاتا ہے تو اس کا دل کچلا جاتا ہے، وہ انتقام کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ تو گویا خدا تعالیٰ سے شیطان نے اس کی بات مانتے ہوئے بھی انتقام کی ایک راہ تجویز کی ہے۔ وہ کہتا ہے بہت اچھا میں گمراہ، میرا اب یہ مقصد بن گیا کہ ﴿لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین﴾ کہ جو بھی بندے ہیں تیرے پیدا کردہ اور جن کو تیرے غلام ہونا چاہئے میں ان سب کے لئے زینت کے ایسے ایسے سامان پیدا کروں گا یعنی ایسی ایسی زینت کی جگہیں دکھاؤں گا ان کو اور ﴿ اغوینھم اجمعین ﴾ اور ان کو گمراہ کرنے کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کروں گا یہاں تک کہ وہ سارے کے سارے تجھے چھوڑ دیں گے۔ پس میں اپنی غلامی کرنے والوں کی تعداد بڑھا لوں گا اور تیری عبادت کرنے والوں کی تعداد کم کر دوں گا اور یہ ہے میرا انتقام کہ تو نے مجھے کیوں گمراہ قرار دیا۔ لیکن جانتا ہے کہ بعض پر اس کی بس نہیں چل سکتی۔ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ جو سچا خدا کا بندہ ہے اس پر شیطان کا ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہو سکتا۔ تو ساتھ ہی کہہ دیا ﴿ الا عبادك منھم المخلصین ﴾ اجمعین ہونگے کثرت کی وجہ سے مگر جو تیرے بندے تیرے مخلص ہو چکے ہیں اور یہاں مخلِصین نہیں بلکہ مخلَصین بتایا گیا ہے۔ قرآن کریم نے شیطان کی طرف جو لفظ منسوب کئے ہیں وہ "مخلَصین" ہیں وہ بندے جن کو تو نے خالص کر دیا ہے، جو تیرے نزدیک خالص ٹھہرے ہیں، وہ نہیں جو اپنے اخلاص جتاتے پھرتے ہیں، وہ بندے جو ہیں وہ تو میرے دائرہ اثر سے ہی باہر ہیں میری ان پر کوئی پیش نہیں جائے گی۔ تو وہ محفوظ بندے ہیں ان بندوں میں ہو کر مرنا ہے یہ ہمارا مقصد حیات ہے اور ان باتوں کو سمجھا رہا ہوں میں آپ کو تا کہ باریک سے باریک راہیں دکھائی دیں اور پتہ چلے کہ ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر ہم مخلَصین میں شامل نہیں ہو سکتے۔ بندے تو رہیں گے ہی۔ ہر چیز جو پیدا ہوئی وہ خدا ہی کا بندہ ہے۔ ﴿قال ھذا صراط علی مستقیم ﴾ وہ جو میں نے بات کی تھی کہ سیدھے رستے پر چل کر پھر بھی لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور سیدھا رستہ کوئی لکا چھپا رستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ ھذا صراط علی مستقیم ﴾ یہ دیکھو میری راہ کتنی صاف کھلی کھلی اور سیدھی راہ ہے اس راہ پر چل کر کوئی بھٹک سکتا ہی نہیں۔ مستقیم کا ایک یہ معنی بھی ہے۔ جو سیدھی راہ ہے اس میں بل فریب کے ساتھ آپ کیسے چل سکتے ہیں۔ بندوق کی نالی اگر سیدھی ہے تو گولی سیدھی ہی گزرے گی اس لئے ٹیڑھی نالی میں سے تو ٹیڑھا سفر ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے تیرے بن ہی نہیں سکتے اگر صراط مستقیم پر رہیں۔ کیونکہ صراط سیدھی ہے تو ان کو بھی سیدھا ہی چلنا ہوگا۔ پھر ﴿ ان عبادی لیس لك علیھم سلطان ﴾ میرے بندے وہ ہیں تجھے ان پر ایک ذرہ بھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ سلطان غلبے کو کہتے ہیں۔ سلطان، کسی قسم کا کوئی غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ میرے بندے ہوں اور تیرے بن جائیں ﴿الا من اتبعك من الغوین ﴾ اور جو باقی ہیں ان پر بھی تجھے غلبہ نہیں ہے۔ تجھے غلط فہمی ہے۔ جب تک وہ تیرے نہیں ہونگے تیرے پیچھے نہیں چلیں گے۔ اس لئے تیرا یہ تکبر بھی جھوٹا ہے کہ میں تیرے بندوں کو اپنا بنا لوں گا۔ میرے بندے تو میرے ہی رہیں گے۔ جو میرے ہوتے ہوئے خود تیرے ہونگے وہ تیرے پیچھے جائیں گے اور ان پر فخر کرنا بالکل بے معنی بات ہے کیونکہ وہ اپنی ذات میں ہی اندرونی کجیوں کی وجہ سے تیری طرف جانے کی تمنا رکھیں گے تو جائیں گے میرے بندوں کو زبردستی تو نہیں کھینچ سکتا۔ ﴿ و ان جھنم لموعدھم اجمعین ﴾ اور پھر اجمعین ان سب کا ٹھکانہ کلیۃً جہنم ہی ہے۔ اتنی واضح کھلی کھلی بات بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو توقع رکھتا ہے وہ کوئی چھپی ہوئی توقع تو نہیں ہے۔ صراط کھول دی گئی ہے۔ سیدھا رستہ ہے اس پر چلو، جہاں آوازیں آئیں وہاں خیال کرو کہ یہ آوازیں کیسی ہیں اور اگر صراط سے ہٹنے کی آوازیں ہیں تو جھوٹی ہیں۔ اب اس میں کون سی مخفی بات ہے۔ جب بھی انسان گناہ کرتا ہے تو سچ پر قائم رہتے ہوئے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ آواز میں کوئی ٹیڑھا پن ضرور ہوا کرتا ہے اور اسے قبول کرنے سے پہلے انسان سمجھ چکا ہوتا ہے کہ یہ ٹیڑھی بات ہے اس لئے دھوکے کا کوئی سوال نہیں رہا۔ جو انسان قدم اٹھاتا ہے جان بوجھ کر اپنی اندرونی کجی کی پیروی کرتے ہوئے وہ راہ سے بھٹکتا ہے اور جب بھٹک جاتا ہے تو پھر شیطان کی غلامی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

"اتبع" کا لفظ بتا رہا ہے کہ "غاوین" جو ٹیڑھے ہوں وہ محض ایک غلطی کی وجہ سے کلیۃً شیطان کے بندے نہیں بن جایا کرتے۔ ایک غلطی کیوجہ سے شیطان کے قبضے میں آنا شروع ہو جاتے ہیں پھر اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ پس جو لگیں گے وہ بھی خود ہی لگیں گے تیرے پیچھے اور ایک ٹھوکر کے بعد پھر اگلی، اگلی کے بعد پھر اس سے اگلی اور یہ سلسلہ ہے جو سلسلہ وار آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس اپنے نفسوں میں ہر انسان دیکھ لے اپنا جائزہ لے لے تو یہ کوئی اتنے بڑے عارفانہ مضامین نہیں ہیں کہ سمجھ ہی نہ آئیں۔ اتنی کھلی کھلی باتیں ہیں اور قرآن نے اتنی کھول دی ہیں کہ اس کے بعد کسی کے لئے آنکھیں بند کر کے یہ خیال کرنا کہ مجھے پتہ نہیں تھا میں اس لئے کر رہا ہوں بالکل جھوٹ ہے۔ کوئی بھی انسان اگر یقین کر لے کہ فلاں شخص شک میں مبتلا تھا اور پھر اس سے یہ غلطی ہوئی ہے اس کو سزا نہیں دیا کرتا۔ اگر اس میں انصاف ہو تو نہیں دیتا۔ چنانچہ قانون کی زبان میں کہتے ہیں اس کو Benefit of doubt دے رہے ہیں۔ نظر تو آرہا ہے کہ غلطی کی ہے اس نے مگر ہم اس بات کا اس کو بینیفٹ یعنی فائدہ پہنچا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ شک کا فائدہ کیوں نہ دے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مضامین اتنے کھول دیئے ہیں کہ شک کی گنجائش ہی کوئی نہیں چھوڑی۔ ہر انسان اپنے نفس کو جانتا ہے۔ ہر انسان ہر غلطی کے وقت سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ غلطی اب میں کیوں کر رہا ہوں اور کوئی حرص ہے اور ہر غلطی میں کسی کی حق تلفی ضرور ہوتی ہے۔ ہر غلطی میں توازن ضرور بگڑتا ہے۔ جب تجارت کے ذریعہ جائز طریق سے آپ کوئی دولت حاصل کرتے ہیں تو کبھی آپ کے ضمیر نے چٹکی نہیں لی لیکن جو رشوت کے ذریعہ دولت حاصل کرتا ہے یا دھوکہ دے کر لیتا ہے تو پہلی دفعہ ضرور ضمیر چٹکی بھرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کو چٹکی محسوس نہ ہوئی ہو۔ پھر "اتبع" کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ شیطان کی پیروی شروع کر دیتا ہے، اس کے خطوات پر چلنے لگتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ آوازیں مر گئیں، وہ درد کے احساس مٹ گئے اور یہ وہ مرض ہے جو پھر انسان جو ہے پتھر کا ہو جاتا ہے۔ پتھر نہ سنتا ہے نہ اس کو کوئی احساس رہتا ہے۔ پس ضمیر کے پتھر ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ احساسات سے عاری ہو جاتا ہے۔

اور قرآن کریم نے جو فرمایا کہ جہنم میں جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے تو وہاں بھی یہی پتھر ہونگے۔ انسان تو وہ ہیں جن کے اندر کچھ انسانیت کا غلبہ باقی تھا۔ پس وہ سزا سے بچیں گے تو نہیں لیکن اس سے بڑھ کر گنہگار ایسے بھی ہیں جو پتھر ہو چکے تھے اور بڑی بھاری تعداد ہے ایسے پتھروں کی آج کی دنیا میں جن

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
ہمارے پتہ جات:
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893
Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 00971235297 4Tel: 00971222173 1

کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے ان کا جہنم کا ایندھن بننا لازمی اور یقینی ہے۔ تو ان باتوں کو سمجھتے ہوئے استغفار کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے اور استغفار کو اس کی باریکیوں کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آج شروع کروں گا اور انشاء اللہ آئندہ خطبے میں بھی جاری رکھوں گا۔ "توبہ کی حقیقت" یہ ملفوظات جلد نمبر ایک صفحہ ۳ تا ۴ سے عبارت لی گئی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس میں فرمایا، "گناہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے" یعنی ایک فقرے میں عیسائیت کی عمارت کلیۃً منہدم کر دی گئی۔ ایک ہی فقرہ ہے لیکن ساری عیسائیت کی عمارت خاک میں ملا دی گئی۔ ان کا تصور یہ ہے کہ آدم کو تو پیدا کیا تھا خدا نے مگر گناہ کا حقیقی علاج مسیح کو بتایا اور اس تمام عرصے میں مسیح کی آمد سے پہلے پہلے گناہ کا حقیقی علاج ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "گناہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے" اچھا اب معاف بھی تو کرنا ہے، کیا کریں ان سے۔ پھر وہ مسیح کو پیدا کر دیا۔ آپ نے بھی قانون قدرت کا حوالہ دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ جو چیزیں دکھائی دیں وہ جو خدا نے پیدا کی ہوں اور خدا کے بنائے ہوئے قوانین ہوں ان کو آپ سمجھیں تو جو قانون نظر سے اوجھل ہیں وہ بھی سمجھ آجائے گی۔ یہی طریق اختیار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "جیسے مکھی کے دو پر ہیں کہ ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر" بیک وقت موجود ہیں۔ یہ نہیں کہ زہر پیدا کیا اور مکھی کے شفا کا پر بعد میں پیدا ہوا۔

اور یہ جو عادت ہے مکھی کی آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی کہ مکھی جب بھی گرتی ہے بائیں طرف گرتی ہے اور بائیں طرف گرنے سے ایک بات تو یہ پیدا ہوتی ہے کہ چونکہ وہ گند کھاتی ہے اس لئے بایاں پر گند میں مبتلا ہوگا اور جراثیم لپٹیں گے تو بائیں پر سے لپٹیں گے۔ جب بیٹھ کے جھکے گی ایک طرف تو بائیں طرف جھکے گی۔ دودھ میں گرتی ہے تو بائیں پر کے ساتھ گرتی ہے جب آپ دیکھیں گے تو ٹیڑھی اس کو تیرتا ہوا دیکھیں گے۔ فرمایا اس کا دایاں پر بھی ڈبو دو اس میں شفا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ اسی کا حوالہ دے رہے ہیں کہ مکھی کے اندر جہاں زہر پیدا فرمایا گیا، شفا بھی ساتھ ہی پیدا فرما دی گئی اور یہ ہمیشہ سے اسی طرح ہے۔ نہ مکھی کی عادت بدلی نہ یہ مضمون تبدیل ہوا یہ تو اسی طرح چلا آرہا ہے۔ صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ شفا کیسے ہو گئی۔ یہ وہم تو نہیں کہیں کہ دوسرے پر میں شفا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو کم سے کم ہومیو پیتھ تو ضرور سمجھ سکتے ہیں کیونکہ انسانی رد عمل ایک طبعی امر ہے۔ کم سے کم میں نے کہا تھا ورنہ سارے اہل علم ضرور سمجھ سکتے ہیں۔ مگر ہومیو پیتھ کے لئے تو مفر ہی کوئی نہیں اس کو سمجھے بغیر، اس کو مانے بغیر اس کا علم ہی باطل ہو جائے گا۔ ہر وہ وجود جس کے اندر کوئی زہر حملہ آور ہو اس کے خلاف ایک رد عمل اس میں پیدا ہوتا ہے اور مدافعت کی ایک طاقت پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر ایک پر اونچا رکھتی ہے مکھی اور دوسرا گرتا ہے گندگی میں تو وہ پر جو ہمیشہ الگ رہا ہے اس میں مدافعت کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ اب یہ وہ مضمون ہے جس کو احمدی سائنس دانوں کو دیکھ کر، گہرائی میں اتر کر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کرنا چاہئے۔ مگر مسلمانوں میں یہ عادت ہے کہ کام انکے اور وہ بھی غیر کریں۔ صداقت اسلام ثابت کرنی ہے تو غیروں کے پاس جاؤ، اپنے جھٹلانے پر ہی لگے رہیں۔ ایسے ایسے جاہلانہ تصور باندھیں کہ جو مومن ہو وہ بھی کافر ہو جائے اس لئے اب اس دور کر بدلو۔

اب احمدیت کا دور ہے۔ اب ہمیں تحقیقات خود کر کے تو دنیا کے سامنے وہ حقائق پیش کرنے چاہئیں جو قرآن اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے زندہ نشان ہیں مگر ابھی دکھائی نہیں دے رہے۔ یہ بھی ان میں سے ایک ہے مگر اصل مضمون یہی تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں دونوں چیزیں اکٹھی پیدا ہوئی ہیں زہر ہے تو تریاق بھی ہے۔ مثال مکھی کے پروں سے دی گئی ہے مگر ساری دنیا میں ہر زہر کا ایک تریاق آپ کو دکھائی دے گا۔ کوئی زہر ایسا نہیں ہے جس کا کوئی تریاق نہ ہو۔ اب دریافت کی بات ہے جو دریافت کر لے وہ کامیاب ہو جائے گا۔ جو دریافت نہیں کرے گا وہ زہر سے مغلوب ہو جائے گا۔

تو فرماتے ہیں "انسان کے بھی دو پر ہیں، ایک معاصی کا اور دوسرا خجالت، توبہ، پریشانی کا"۔ ہو سکتا ہے کہ پشیمانی فرمایا ہو اور سننے والے نے پریشانی سن لیا ہو مگر پریشانی بھی اطلاق پا جاتا ہے۔ یہ مضمون بھی اطلاق پا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں انسان کے بھی دو پر ہیں ایک گناہوں کا اور دوسرا شرمندگی کا، خجالت کا اور خجالت ہو تو توبہ پیدا ہوتی ہے اور اگر پریشانی ہے لفظ تو پھر اس میں ایک اور معنی پیدا ہو جاتا ہے تو تدریج ہوگی تو پہلے شرمندگی ہوگی تو توبہ کی طرف توجہ ہوگی۔ توبہ کی طرف جب توجہ ہوگی تو اس وقت پریشان ہوگے۔ اس وقت پتہ چل جائے گا کہ شرمندگی سے بات نہیں بننے والی وہ تو بہت گہرا نقصان پہنچ گیا ہے۔ اب ٹٹول کے دیکھا تو پھر پتہ چلا کہ کتنا گہرا نقصان تھا جس میں میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ تو جو نقصان پہنچ جائے اس پر پریشانی ہوا کرتی ہے اور پریشانی میں اس کو دور کرنے کا پہلو بھی شامل ہوتا ہے تو پریشانی لگ جاتی ہے کہ اب میں کس طرح اس سے نجات پاؤں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے جیسے ایک شخص جب غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اس کے بعد پچھتاتا ہے گویا کہ دونوں پر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ ایک طرف گناہ کا دوسری طرف ندامت، خجالت اور پھر توبہ کا۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا یہ چونکہ ایک باریک فلسفہ ہے گناہ کا جس کو زیادہ تفصیل سے آپ کے سامنے رکھنا ہوگا اس لئے میں یہیں بات ختم کرتا ہوں۔ آئندہ خطبے میں پہلے اس سوال کا جواب چھیڑوں گا کہ اگر گناہ کے ساتھ تریاق رکھا گیا ہے تو گناہ بنایا ہی کیوں گیا۔ اور اگر بنایا گیا ہے تو حکمت سے خالی بات نہیں۔ وہ کیا حکمت ہے یا اور حکمتیں ہیں انشاء اللہ ان باتوں کی طرف آئندہ خطبہ میں توجہ دوں گا۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ہالینڈ

☆☆ منعقدہ ۲، ۳، ۴ر مئی ۱۹۹۷ء ☆☆

ہالینڈ میں خدا کے فضل و کرم سے کئی برس پہلے جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا اور امسال جماعت احمدیہ ہالینڈ کو اٹھارویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کا شرف حاصل ہوا جو ۲ر مئی بروز جمعۃ المبارک شروع ہوا اور ۴ر مئی بروز اتوار بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اس جلسہ کی خاص اور منفرد بات حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بطور خاص اس جلسہ میں شامل ہو کر جلسہ کو رونق بخشنا ہے۔ نمائندگی کے لحاظ سے اس میں ہالینڈ سے مختلف اقوام کے احمدی اور غیر احمدی احباب نے کثرت سے شرکت کی۔ اس کے علاوہ بیلجیئم، جرمنی، لکسمبرگ اور سپین سے بھی مہمان تشریف لائے۔

جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد اور انتظامی امور کی بااحسن انجام دہی کے لئے مکرم و محترم امیر صاحب ہالینڈ نے جلسہ کے انعقاد سے کافی پہلے مکرم محمد اسحٰق ناصر صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرما کر انہیں تفصیلی ہدایات دیدی تھیں۔ جنہوں نے مرکزی جلسہ کی طرز پر مختلف شعبہ جات کے ناظمین و معاونین وغیرہ مقرر کئے اور تمام احباب نے بڑی مستعدی اور محنت کے ساتھ مفوضہ ذمہ داریوں کو ادا کیا اور یہ جلسہ اپنے جملہ انتظامات کے لحاظ سے کامیابی سے انجام پایا۔ فالحمد للہ۔

جلسہ پر احباب جماعت کو اور غیر از جماعت مہمانوں کو جماعتی کتب اور لٹریچر سے متعارف کروانے کے لئے مکرم کوثر الرحمان بنگالی صاحب کی نگرانی میں بکسٹال کا بھی انتظام کیا گیا جس پر ڈچ، انگریزی، اردو، عربی جرمن اور دیگر اہم زبانوں میں کتب دستیاب تھیں۔ کتب اور لٹریچر کی خریداری میں لوگوں نے خاص دلچسپی لی۔

جلسہ سے ایک دن قبل یکم مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہالینڈ میں ورود فرما ہوئے (حضور انور کے قیام ہالینڈ کے دوران مصروفیات کی مختصر رپورٹ الفضل میں شائع ہو چکی ہے)

۲ مئی بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے آنے والے مہمانوں کی رجسٹریشن اور استقبال کا کام شروع ہو گیا اور ۱۱ بجے مکرم و محترم ہبۃ النور صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ہالینڈ نے جلسہ کے انتظامات کا معائنہ کیا۔

حضور انور کے فرمودہ خطبہ جمعہ کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے افتتاح کے بعد ۳-۳۰ پر دوسرا اجلاس مکرم و محترم امیر صاحب ہالینڈ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ڈچ، انگریزی اور اردو زبان میں تقاریر ہوئیں۔ جلسہ کے تینوں روز نماز تہجد سے دن کا آغاز ہوتا رہا اور نماز فجر کے بعد درس کے علاوہ باقاعدہ اجلاسات میں مختلف نظمیں، تقاریر اردو، انگریزی اور ڈچ میں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سے وابستہ تمام برکات کو ہمارے حق میں دائمی بنائے۔

(رپورٹ: صداقت احمد شاہد مربی سلسلہ)

SATELLITE WAREHOUSE
MTV Muslim Ahmadiyya
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A - Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

☆اتحاد و یک جہتی کی ضامن☆

صرف خلافت حقہ ہے

(محمد صدیق گورداسپوری۔ نائب وکیل التبشیر)

آج ساری امت مسلمہ غیر معمولی افتراق، انتشار اور غربت و افلاس اور ذہنی و فکری پسماندگی کا شکار ہے۔ اس افتراق اور زبوں حالی کو دور کرنے کے لئے اور اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت کی فضا پیدا کرنے کے لئے مختلف اوقات میں مختلف تحریکیں جنم لیتی رہی ہیں لیکن آخر وہی ہوتا رہا جس کی نشان دہی قرآن کریم میں آئی ہے کہ "تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتی" کہ بظاہر یہ ایک ہیں مگر ان کے دل انتشار کا شکار ہیں۔ بہر حال یہ بات واضح ہے کہ مسلمانوں کو متحد کرنے اور ان کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے جو بھی تحریک اٹھی اس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

سوچنے کی بات ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے اور مسلمانوں کو متحد کرنے کی تمام تر کوششیں ناکام کیوں ہو رہی ہیں۔ اور اسلام کے نام پر اٹھنے والی تحریکیں بجائے خدا تعالیٰ کی محبت اور تائید کو جذب کرنے کے اس کے قہر کا مورد بن رہی ہیں۔ کیوں مسلمانوں کی ایسی کسمپرسی کی حالت میں قرون اولیٰ میں تو خدا کی رحمت جوش میں آجاتی تھی اور اب نہیں آرہی؟ اس امر پر غور کرنے اور سوچنے کے بعد اور قرآن کریم اور احادیث کے مضمون کے مطالعہ کے بعد نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اس کی اصل بنیادی وجہ یہی ہے کہ مسلمان اپنے قول و فعل میں تضاد کی وجہ سے اس نعمت خداوندی سے محروم ہو چکے ہیں جو ان کو متحد کرنے کی ضامن تھی جس کا وعدہ ان سے خدا تعالیٰ نے سورہ النور کی آیت استخلاف میں ان الفاظ میں دیا تھا:

﴿وعداللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم .... الخ﴾ (آیت ٥٦).

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایسے لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے ہیں ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان میں ایسے ہی خلفاء بنائے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ وعدہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا تھا یعنی آنحضرت ﷺ نے واضح پیش گوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں میرے ہی روپ میں میرا ہی ایک روحانی فرزند مبعوث ہوگا یعنی مسیح موعودؑ و مہدی معہود جس کے ذریعہ سے دین حق کی نشأۃ ثانیہ مقدر تھی پھر اس کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی جو قیامت تک جاری رہے گی اور مومنین کو متحد رکھنے اور ان کے اندر اجتماعیت کی روح قائم رکھنے کی ضامن ہوگی۔ پس مسلمانوں کی زبوں حالی کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک واجب الاطاعت امام اور خلافت جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ اور مسیح موعود و مہدی معہود جن کو خدا تعالیٰ نے عین وقت مقررہ پر مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت کو جاری فرمایا اس کے انکار کی وجہ سے مورد عذاب الٰہی بن چکے ہیں۔

مسلمانوں کے سر کردہ لیڈر اور مذہبی رہنما اس بات کا خود اظہار کر رہے ہیں کہ ہماری ذلت اور رسوائی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں، ہمارا کوئی روحانی رہنما نہیں، ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ چنانچہ ابویاسر فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

"قیام پاکستان سے لے کر آج تک اسلامی اصولوں کے مطابق وطن عزیز میں خلیفہ کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے جو احکام خداوندی کا خود بھی پابند ہوتا ہے اور عامۃ الناس پہ احکام نافذ کر کے عمل کرانے کا پابند ہوتا ہے"۔

(نوائے وقت لاہور، ۲۵ر جولائی ۱۹۹۰ء)

پھر پروفیسر خالد محمود ترمذی بھی خلافت کی ضرورت اور موجودہ حالات کا علاج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انسانی عقل جو مخلوق ہے بغیر اپنے خالق کی رہنمائی اور ہدایت کے اپنے جیسے انسانوں کی رہنمائی نہیں کر سکتی۔ خالق حقیقی نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء بھیجے۔ انہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔

تا خلافت کی بنا ہو پھر جہاں میں استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قرآن نے خود ہی اصول وضع کیا کہ بارہا ہم نے اقلیت کو اکثریت پر فتح عطا کی ہے یعنی اکثریت اور اقلیت اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی، اہمیت ہے تو حق کی۔ حق کی طرف ہے، کس کے ساتھ ہے۔ اقلیت کے ساتھ ہے تو وہی حق ہے خواہ باطل کے ساتھ کتنی بڑی اکثریت کیوں نہ ہو وہ بہر حال باطل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی نبی کے ساتھ کبھی کوئی قابل ذکر اکثریت نہیں رہی سوائے حضرت نبی اکرم ﷺ کے تو کیا وہ انبیاء حق پر نہیں تھے نعوذ باللہ۔ میرا ایمان ہے کہ اس طرح ایک وقت آئے گا کہ جمہوریت کا بھوت لوگوں کے سر سے اتر جائے گا اور لوگ اسلام اسلام پکاریں گے خلافت دوبارہ جمہوریت کی جگہ لے لے گی، انشاء اللہ۔ (روزنامہ جنگ ۳۱ر جولائی ۱۹۹۰ء)۔

جناب واصف علی واصف یاالٰہی، یاالٰہی کے زیر عنوان بڑی پرسوز دعا کرتے ہیں جس میں التجا کرتے ہیں:

"یاالٰہی ہمیں لیڈروں کی یلغار سے بچا...... ہمیں ایک قائد عطا فرما، ایسا قائد جو تیرے حبیب کے تابع فرمان ہو......... اس کی اطاعت کریں تو تیری ہی اطاعت کے حقوق ادا ہوتے رہیں"۔

(نوائے وقت لاہور ۲۶ر ستمبر ۱۹۹۱ء)

یہی نہیں بلکہ وہ ایک نبی کی آمد کے بھی طلب گار ہیں۔ مرزا اسلم بیگ صاحب کالم "خیریت مطلوب ہے" کے تحت 'جان ناتواں اور منہ زور سیاست کا کارواں' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"پاکستان کی قوم ماشاء اللہ یہ بہت بگڑی ہوئی قوم ہے۔ ہر ناجائز کام کو نہایت جائز سمجھتی ہے۔ فرقوں، برادریوں اور علاقوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ قوم کے افراد ایک دوسرے کا گلا کاٹنے اور جیب کاٹنے میں مصروف ہیں۔ ہنگامے، بلوے ان کی عادت بن چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی قوم کی نگرانی کوئی معمولی کام ہرگز نہیں۔ ہم نے قرآن حکیم میں بھی پڑھا ہے اور تاریخ بھی بتاتی ہے کہ آخری نبی آنے سے پہلے جب بھی قوموں میں نبی بھیجے گئے تو پھر ایسی ہی حالت ہوتی تھی اور قوموں کی یہی نشانیاں ہوتی تھیں جن کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ اب نبی پیغمبر تو آ نہیں سکتے البتہ نگران آتے جاتے رہیں گے"۔ (روزنامہ جنگ ۲۹ر جولائی ۱۹۹۳ء)

پھر بعض نگران وزراء اعظم کا ذکر کرتے ہیں کہ اب پاکستان کے مسلمانوں کی اصلاح ان کی نگرانی ہوگی۔ یہ عجیب و غریب منطق ہے کہ پہلے خود ہی ایک مفروضہ بنالیا کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظام ہدایت پر قدغن لگ چکی ہے لہذا اب اصلاح احوال کا کام جو پہلے خدا تعالیٰ کے انبیاء کرتے تھے اب محض دنیاوی لیڈروں اور سیاسی نگرانوں کے ذریعہ سر انجام پائے گا۔ جب کسی قوم کی بدقسمتی کے دن آتے ہیں تو ان پر ایسے ہی لیڈر مسلط کر دئے جاتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ جن کی اپنی زندگی مشکوک ہو، جن پر رشوت ستانی، اقرباء پروری، شراب نوشی، غبن، خیانت اور قومی دولت کو لوٹنے کے الزامات ہوں وہ کیا خاک دوسروں کی اصلاح کریں گے ایسے لوگوں کو چاہئے کہ عقل کے ناخن لیں اور تعصب اور جہالت کی پٹی اپنی آنکھوں سے اتار کر حقائق کی دنیا میں آئیں اور قرآن کریم نے جو علاج ایسی برائیوں کا تجویز کیا ہے اس کو اپناتے ہوئے راہ نجات تلاش کریں۔

پھر مولانا مودودی صاحب بھی انہی خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ اب قوم کو کسی نبی کی تلاش ہے جو ان کی رہنمائی کر سکے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کرنے کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں اور کوئی پہلو کمزور نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں نبی سے کم کسی پر راضی نہیں"۔

(ترجمان القرآن دسمبر و جنوری ۴۳-۱۹۴۲ء صفحہ ۴۰۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا۔

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

پس اس حقیقت کو ہر مسلمان محسوس کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی یک جہتی اور ان کے اندر اتحاد و اتفاق کا سامان صرف اور صرف نظام خلافت سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے اس نظام کے احیاء کے لئے مختلف اوقات میں مختلف تحریکیں جنم لیتی رہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں۔ مگر وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ خلافت حقہ تو کسی نبی کی بعثت کے بعد ہی قائم ہوا کرتی ہے۔ خلافت کا نظام جاری کرنا کسی فرد یا ملت کا کام نہیں۔ یہ نظام خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور اتحاد و اتفاق کی ناقابل تسخیر کیفیت اور تعلق باللہ میں ترقی کے ذریعہ نصرت الٰہی کا حصول خلافت کے آسمانی نظام کے ذریعہ ہی حاصل ہوتا ہے۔ خلافت ایک حبل اللہ المتین ہے جو قومی وحدت اور ملی شیرازہ بندی کا واحد ذریعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "الامام جنة یقاتل من ورائه" کہ امام تو ایک ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے کھڑے ہو کر دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور جب کوئی امام نہ ہو تو قومیں پراگندہ ہو جاتی ہیں، ان کے اندر انتشار اور افتراق کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اب ہم مسلمانوں میں دیکھ رہے ہیں۔

مسلمانوں کی یہی کیفیت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے امت مرحومہ پر رحم فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف فرمایا تا آپ دلوں میں پھر سے حقیقی ایمان کو زندہ کریں اور حقیقی معرفت جو دنیا سے گم ہو چکی تھی اور حقیقی تقویٰ و طہارت جو مفقود ہو چکا تھا وہ دوبارہ قائم کریں۔ آپ فرماتے ہیں۔

مسیح وقت اب دنیا میں آیا☆خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا☆صحابہ سے ملا جو مجھ کو پایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافت کے نظام کو جاری فرمایا۔ پس آج روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے آسمانی نظام کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور انہیں ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر اکٹھا کر کے انکے اندر اتحاد و اتفاق، یکجہتی اور یگانگت قائم فرمادی ہے اور وہ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ باوجود وسائل کی کمی اور قلت تعداد کے اور مخالفتوں کے طوفانوں اور مصائب کی آندھیوں کے اسلام کو دنیا میں سربلند اور غالب کرنے میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق پا رہی ہے کہ ایک دنیا اس پہ حیران و ششدر ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک مٹھی بھر اور کمزور جماعت اتنا عظیم الشان کام کس طرح سرانجام دے رہی ہے۔ یہ سب کچھ خلافت کی برکت ہے۔

خلفائے جماعت احمدیہ نے جماعت کو متحد کرنے اور آپس میں الفت و محبت پیدا کرنے کے لئے جو مختلف اوقات میں درس دئے، اس بنا پر ہر احمدی دوسرے احمدی کے لئے دل میں بے پایاں محبت رکھتا ہے۔ آپ کسی ملک میں چلے جائیں، کسی احمدی کا دروازہ کھٹکھٹائیں وہ آپ کو دل کی گہرائیوں سے محبت اور پیار کے جذبات سے ملے گا، کھلے ہاتھوں سے آپ کا استقبال کرے گا، آپ کے لئے کسی غیر ملک میں کوئی غیریت نہیں رہے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ ایک ہی جماعت ہے جو ۱۴۰ ممالک میں (اب تو ۱۵۰ ممالک سے بھی زائد ہیں۔ ناقل) منتشر پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمعیت رکھتی ہے، ایک مرکز رکھتی ہے اور دور دور پھیلے ہوئے احمدیوں کے دل بھی آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے خواہ بنگلہ دیش میں ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں اس تکلیف کی خبر جب دنیا میں پھیلتی ہے جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو، یوں محسوس کرتی ہے کہ یہ ہماری تکلیف ہے اور عجیب خدا کی تقدیر کا حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں، جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے اور ایسے موقع پر مجھ سے تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے وہ اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔

(الفضل ۲۵ر جولائی ۱۹۹۴ء)

(خطبہ فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۹۴ء ٹورنٹو کینیڈا)

پس جماعت احمدیہ میں خلافت کی برکات سے ایک مضبوط اخوت و محبت کا رشتہ قائم ہو چکا ہے اور خلفائے

احمدیت نے اس روحانی رشتے کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے میں جو کاوشیں کی ہیں اس کی ایک جھلک ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے جانشین حضرت الحاج مولانا نورالدینؓ تھے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا:

"یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔ یہ محض خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق افراد کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو"۔

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے، اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے، یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے"۔ (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء)

پھر آپ نے جماعت کو آپس میں محبت و الفت بڑھانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"یہاں آنے والوں کے واسطے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے میل ملاپ کریں، پتہ مقام دریافت کریں، نام نشان پوچھیں اور آپس میں تعارف حاصل کریں۔ یہ بھی راہ ہے وحدت کے پیدا ہونے کی اور اگر کوئی کہے چلو جی ہمیں کیا ہم تو پنجاب کے اور یہ ہندوستان کے اس سرے کے ہم تو آپس میں ملیں بیٹھیں اوروں سے کیا غرض و غایت تو وہ نادان نہیں سمجھتا یہ امر وحدت کے متضاد ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک یہاں کے آنے والے کے نام و نشان سے بخوبی واقف ہو اور آگاہی ہو اور ایک دوسرے کے حالات پوچھتے جاویں اس طرح سے تعلق ہو جاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے آنے والے وحدت چاہتے ہیں۔ اخوان کے معنے اور مفہوم بھی یہی ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ تمہاری محبتوں، بحثوں، جانفشانیوں کو رحم سے دیکھے اور قبول کرے اور آخر تک استحکام اور استقلال بخشے۔ یہاں تک کہ کوچ کا وقت آجائے اور تم اپنے اقرار کے پورے پکے رہنے والے ہو اور اللہ کی رضا کے حاصل کرنے والے اور مقدم کرنے والے ہو"

(خطبہ ۳۰ر مارچ ۱۹۰۳ء، الفضل ۱۹ر مئی ۱۹۹۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کا جب دور آیا تو جماعت میں ایک گروہ جو اپنے آپ کو بزعم خویش جماعت کی تمام تر ترقیات نظام اور اس کے اتحاد و اتفاق کا ذمہ دار سمجھتا تھا اس نے جماعتی شیرازہ بندی کو بکھیرنے کی کوشش کی اور اپنے آپ کو خلافت کے بابرکت نظام سے الگ ہو کر لاہور میں جا قیام کیا اور یہ سمجھ لیا کہ ان کے جانے سے یہ جماعت نعوذ باللہ ختم ہو جائے گی اور قادیان کا کوئی رخ نہیں کرے گا۔ ایسے حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جس حکمت و دانش، جوانمردی اور الٰہی بصیرت سے جماعت کو متحد رہنے اور آپس میں اخوت و محبت کے قائم رکھنے کے لئے دن رات درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے کام لیا اور خلافت کی برکات پہ جو ارشادات فرمائے وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہیں جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا وہ حصہ تو دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا چلا گیا جو خلافت کے دامن سے وابستہ تھا لیکن جو حصہ خلافت سے الگ ہو گیا تھا دن بدن افتراق و انتشار کا شکار ہوتا چلا گیا، ان کی اولادیں احمدیت سے الگ ہو گئیں اور اب وہ اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود منہ دیکھ رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پہ ہو اور خدا کے اس ارادہ کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان کے لئے (یعنی غیر مبایعین کے لئے) صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے اپنے خون کے آنسوؤں سے سینچا ہے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ جو کچھ ہو چکا، ہو چکا۔ مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہوگا"۔

(الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۵۸ء، تقریر لاہور)

پھر آپؓ نے قوموں کی ترقی کا راز بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ قوموں نے اتفاق کے ذریعہ ہی ترقی حاصل کی ہے۔ وہ جماعتیں جو مالدار ہوں اور کثرت افراد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہوں۔ وہ تفرقہ اور نفاق کیوجہ سے ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جن میں جتھا اور اجتماع اور اتفاق اور اتحاد پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن جماعتوں نے ایک جان ہو کر پورے اتفاق و اتحاد سے رہنے سے بڑی بڑی طاقتوں اور جماعتوں کا مقابلہ کیا ہے وہ ضرور کامیاب ہوئی ہیں اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکا"۔

(خطبہ جمعہ ۲۲ر مارچ ۱۹۱۸ء، الفضل ۱۸ر مئی ۱۹۹۵ء)

پھر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"کسی جماعت کی ترقی کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے سب افراد آپس میں ایک ہو جائیں۔ جب تک کوئی جماعت فرد واحد کی طرح نہیں ہو جاتی ترقی نہیں کر سکتی۔ خواہ وہ جماعت دینی ہو یا دنیوی کیونکہ تمام کامیابیوں اور ترقیوں کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ قاعدہ جاری کیا ہوا ہے کہ جب تک ساری جماعت ایک نہ ہو جائے، لڑنا جھگڑنا، دشمنی، نفاق و حسد و کینہ، بغض و عداوت کو چھوڑ نہ دے اس وقت تک ترقی نہیں کرے گی"۔

(الفضل ۱۰ر مئی ۱۹۹۲ء)

خلافت سے وابستگی کی برکت کے بارہ میں فرمایا:

"جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔ بیشک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہیں ہو گی بلکہ وہ دن بدن بڑھے گی"۔

(درس القرآن ۱۹۲۱ء، صفحہ ۷۳، بحوالہ خالد مئی ۱۹۹۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرت مسیح موعودؑ کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا۔ حضور کا وصال ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ قائم ہے اور ماحول کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے۔ اور مردوں اور عورتوں کو ان کی حقیقی منزل کی طرف رہنمائی کر رہی ہے .... روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعاعیں حضور کے خلفاء کے ذریعہ اکناف عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے نہ حقیقی رہنمائی"۔

(خطبہ جمعہ ۱۴ر مئی ۱۹۲۰ء، خالد مئی ۱۹۷۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تو اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اپنے متعدد خطبات، تقاریر اور خطابات میں اس پر روشنی ڈالی ہے اور جماعت کو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدردانی اور شکر گزاری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وساطت سے اس زمانے میں ہم نے ایک زندگی پائی۔ وہ زندگی جو ہمیشہ سے تھی مگر وہ مردہ تھے جن پر وہ اثر نہیں کر رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے ہم نے اسے زندہ محسوس کیا اور اس زندگی سے ہمارے محبت کے رشتے زندہ ہو گئے۔ ہمارے دل دوبارہ دھڑکنے لگے۔ ہم میں اجتماعیت کا احساس پیدا ہوا۔ یہ جب تک زندہ رہے گا ہم دنیا کو امت واحدہ بناتے رہیں گے۔ یہ طاقت ہمیں خدا سے نصیب ہوئی ہے کوئی دنیا کی طاقت یہ طاقت ہم سے چھین نہیں سکتی اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کو سمجھیں، اس پر قائم ہو جائیں تو آپ بڑی قوت کے ساتھ نئے آنے والوں کو اپنے ساتھ کھینچیں گے اور یہ اجتماعیت کا دائرہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ان نصیحتوں کو سمجھنے اور حرز جان بنانے کی، یعنی جان میں سب سے پیارا وجود سمجھنے کی طاقت عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ ۱۰ر جون ۱۹۹۲ء، الفضل ۱۲ر اگست ۱۹۹۲ء)

پھر فرمایا:

"جماعت احمدیہ کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی اور جماعت اور کوئی قوم یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ کثرت کے ساتھ اللہ کے نام پر ایک جگہ اکٹھے ہونے والے جو مختلف ملکوں قوموں اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں کہیں اور اکٹھے نہیں ہوتے اور آپس میں پھر ایک دوسرے سے ان کی محبتیں نہیں بڑھتیں۔ انگلستان کی جماعت میں جب تک یہ انٹرنیشنل جلسہ شروع نہیں ہوا تھا ان کو اس بات کا ذائقہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتا ہے۔ اتفاقاً کوئی باہر سے آ گیا اور شامل ہو گیا۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح پر جلسے پر دنیا بھر سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اور مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں کے اور جب ایک مقامی آدمی کی نظر پڑتی ہے تو بلاشبہ محبت کی نظر پڑتی ہے۔ کئی دفعہ گزرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ کوئی غیر ملکی کھڑے ہیں اور ساتھ ارد گرد مقامی لوگ جمگھٹا کر کے کھڑے ہیں اور بڑے غور سے اور پیار سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مصافحہ کرے اور ان سے تعلقات بڑھائے۔ یہی حال آنے والوں کو ہوتا ہے۔ جاتے ہیں تو بھیگی آنکھوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں اور واپس جا کر جو خطوط لکھتے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ مقامی لوگوں سے ہی نہیں جو دوسرے ملکوں سے وہاں آئے تھے ان سے بھی ان کے تعلقات بڑے گہرے ہو گئے ہیں پھر آپس میں خط و کتابت چل پڑتی ہے .... اس مضمون کو نئے آنے والوں کے تعلق میں بیان کر چکا ہوں۔ آج پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے۔ پس اس نعمت کو یاد رکھیں۔ اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جا سکتے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۰ر جون ۱۹۹۰ء، الفضل ۷ر اگست ۱۹۹۱ء)

جلسہ سالانہ ۱۹۹۴ء پر عالمی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"یہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے عالمی اجتماع کا ایک نظارہ دکھانا تھا...... جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھی ہو گئی ہے کہ ایک جسم کے ٹکڑوں کی طرح ساری دنیا کی جماعت بن چکی ہے اور کس طرح بے ساختگی کے ساتھ جگہ جگہ سے بے قرار فون آنے لگے۔ ہمارا بھی ذکر کرو، ہمارا بھی ذکر کرو، ہمارا بھی ذکر کرو۔ مشرق سے مغرب سے شمال سے جنوب سے ہر طرف دنیا کے تمام باشندے مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے اس ایک عالمی جسم کے وجود کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ حصہ تو تھے لیکن جس شان سے خدا نے ایک وجود کے حصے کے طور پر ان کو دکھایا۔ ایک ایسی کیفیت تھی جس کے لئے نشے کے سوا کوئی لفظ مجھے ملتا نہیں اور دیر تک نشے کی کیفیت رہی"۔

پھر جماعت کو اجتماعیت کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"اس ضمن میں خصوصیت سے آپ کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اکٹھے رہیں۔ آپ نے ایک اجتماع کا مرکز دیکھا تھا اور اجتماعیت کا جو نظارہ آپ کے علم میں تھا مگر اس طرح آنکھوں کے سامنے نہیں ابھرا تھا۔ وہ آنکھوں کے سامنے ابھرا ہے۔ تب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ ایک ہاتھ پہ، ایک مرکز پہ اکٹھا ہونا کس کو کہتے ہیں۔ اس لئے آج جو میں نے آپ کے سامنے آیت تلاوت کی ہے اس کا اس مضمون سے تعلق ہے کہ آپ اپنی اجتماعیت کی حفاظت کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں، چمٹے رہیں۔ کوئی ایسی بات نہ کریں جو کسی جگہ بھی جماعت کے ایک وجود میں کسی طرح رخنہ پیدا کر سکے"۔

خدا تعالیٰ کے اس احسان پر کہ اس نے محض اپنے فضل سے جماعت کو خلافت کے ذریعہ ایک اجتماعیت کی نعمت سے نوازا ہے۔ شکر گزاری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس وہ خدا کا احسان کہ آپ کو اکٹھے کر دیا آج یہ دوسری صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ آج پھر بھائی بنائے گئے ہو لیکن خدا کی قسم اب جو بنائے گئے ہو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنائے رکھے گا تمہیں، اگر تم انکساری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگیاں بسر کرو گے تو اس نعمت کو کوئی تم سے چھین نہیں سکے گا"۔

(خطبہ جمعہ ۵ر اگست ۱۹۹۴ء، الفضل ۲۳ر اگست ۱۹۹۴ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کی توفیق بخشے اور اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔

خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں

چوہدری محمد صدیق ایم۔اے۔ایم،او،ایل۔انچارج خلافت لائبریری، ربوہ

انبیاء علیہم السلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوتی ہے جبکہ دنیا میں ظلمت اور تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور "ظھر الفساد فی البر والبحر" کی کیفیت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں کو اپنے نور کے ذریعہ زائل کرتا ہے اور ایمان لانے والی اور عمل صالح کرنے والی جماعتیں کھڑی کر دیتا ہے۔ نور نبوت کے فیضان کو امت میں لمبے عرصہ تک ممتد کرنے کے لئے ان ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے احیاء اور شریعت اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔

جماعت احمدیہ میں سب سے پہلی خلافت ۲۷/ مئی ۱۹۰۸ء کو قائم ہوئی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہر سال ۲۷/ مئی کو یوم خلافت منایا جاتا ہے۔ تاکہ اس موقعہ پر خلافت کی اہمیت اور خلیفہ کے مقام کی اہمیت جماعت کے افراد پر واضح کی جایا کرے۔ پس "ذکر فان الذکر تنفع المومنین" کے ارشاد خداوندی کے تحت ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات "خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت" کے بارہ میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ احباب جماعت ان ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمت خلافت کی قدر کریں اور "ولئن شکرتم لازیدنکم" کے مطابق اس نعمت کو اپنے اندر دیر تک جاری رکھنے کا موجب ہوں۔

خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"......وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر، اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے"۔

(الفضل ۴/ ستمبر ۱۹۳۷ء)

خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے

حضور فرماتے ہیں:

"بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے ......میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے"۔ (الفضل ۴/ ستمبر ۱۹۳۷ء)

اطاعت رسول خلافت سے ہوتی ہے

فرمایا: "اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرویا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم ﷺ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں ...... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہوگی، اطاعت رسول بھی ہوگی"۔

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ ۳۶۹)

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضورؓ فرماتے ہیں: "یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے .... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا۔ جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اسکی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو نہیں ہو سکتا"۔

(الفضل ۱۵/ نومبر ۱۹۴۶ء)

خلفاء ہی قرب الٰہی کے حصول میں ممد ہیں

حضورؓ فرماتے ہیں: "انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے"۔ (الفضل ۱۱/ ستمبر ۱۹۳۷ء)

دین کی صحیح تشریح اور وضاحت خلفاء ہی کرتے ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے"۔

(الفضل ۴/ ستمبر ۱۹۳۷ء)

اقامت صلوٰۃ خلیفہ کے ذریعہ ہی ہوتی ہے

فرمایا: "اقامت صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں یہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ .... مگر جبطرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے .... مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے"۔

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۶۸)

تمام برکات خلیفہ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

"جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی۔ میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔ ....وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے"۔ الفضل ۲۰/ نومبر ۱۹۴۶ء)

خلیفہ وقت کی موجوگی میں کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے رادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۴/ ستمبر ۱۹۳۷ء)

خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہئے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"

(خطبہ جمعہ ۲۴/ جنوری ۱۹۳۶ء مندرجہ الفضل ۳۱/ جنوری ۱۹۳۶ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"......... جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے۔ اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اسے ناکام بنائیں گے۔ پس اگر کوئی مبالغ اور مومن کوئی اور طریق اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے ناکام کریں گے .... صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے"۔

(خطبہ مندرجہ الفضل ۴/ ستمبر ۱۹۳۷ء)

نیز فرماتے ہیں:

"دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا"۔

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ ۳۷۶)

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقل مند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ

حسنہ ہے۔ اس دنیا میں وہ حسنہ دیکھ لیں گے اور ان کی نیکی کا بدلہ نقد نقد اسی دنیا میں انہیں دکھا دیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اس طرز بیان کی چابی آگے "ارض الله واسعة" کے الفاظ میں ہے۔ ان آیات میں بیک وقت دینوی ہجرت اور روحانی ہجرت دونوں بیان فرمائی گئی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ان آیات قرآنی کا بعض دیگر آیات کے مضمون سے ربط بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کی مصیبتوں کا نازل ہونا اور اس کے نتیجہ میں مجبور ہو کر انسان کا ہجرت کرنا یا صبر کرنا یہ مضمون ایک اور رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ خیال کہ اگر دنیا میں حسنہ عطا ہو جائے تو گویا آخرت میں حسنہ کا کوئی ذکر نہیں، یہ درست نہیں۔ کیونکہ آیت کے آخر میں اختتام سے پہلے "انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب" کے الفاظ رکھ کر بتایا گیا ہے کہ آخرت میں بغیر حساب اجر ملے گا۔ پس دنیا میں بھی حسنہ کا ملنا تسلی کی خاطر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صبر کا دوسرا معنی روحانی ہے یعنی یہ کہ انسان نیکیوں پر صبر اختیار کرے اور ان پر قائم رہے۔ یہ ہو اور اللہ کی خاطر نیکیوں پر انسان قائم رہے تو پھر اس دنیا سے ہی نیکیوں کی جزا شروع ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے معراج کا نیکیوں کے معراج سے تعلق ہے۔ محمد رسول اللہ کا معراج آپ کی عبادتوں کا معراج ہے۔ آپ کا معراج ہر نیکی کا معراج ہے جس نے اجتماعی صورت اس معراج کی اختیار فرمائی کہ سب دنیا کو بتا دیا گیا کہ کوئی اس مرتبہ تک نہیں پہنچا۔

آیت کریمہ "انما انا بشر مثلکم یوحی الی" کے حوالہ سے حضور نے بتایا کہ اس میں بشریت کی طاقت کا راز بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلسل مجھے اپنی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ یعنی میری تمام تر صفات جب بھی جلوہ دکھاتی ہیں تو خدا کی ذات میں ہو کر جلوہ دکھاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ وہ شخص جو خدا کے لئے مسلم ہو جائے وہی ہے جو دنیا کے لئے مسلم ہو سکتا ہے۔ خدا کے حضور مسلم بننے کا مطلب ہے اپنی ساری طاقتوں کو خدا کی طرف پھیر دینا۔ اس سے انسان کا انتشار ختم ہو جاتا ہے اور انتشار بدامنی ہی کا دوسرا نام ہے اور انتشار کا برعکس سلامتی اور اسلام ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کا انتشار دور کرنے کی خاطر اپنے نفوس کا انتشار دور کریں۔ اگر آپ کو پتہ ہی نہیں کہ کس رستے پر آپ نے آگے بڑھنا ہے تو دنیا کو کس طرح امن دے سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جس انتشار سے بچانے کی میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں وہ مزاج اور طبیعت کا انتشار بھی ہے۔ اور روحانی قدروں اور صلاحیتوں کا انتشار بھی ہے۔ اگر آپ موحد بن جاتے ہیں تو پھر دنیا کی ہر ترقی آپ کے قدم چومے گی اور اپنے آسمان کے دائرے میں آپ کو ایک معراج نصیب ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ انتشار دور کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے وجود کو، اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اللہ کی طرف پھیریں پھر مسلم بنیں گے جس کے اسلام کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہو جائے گا۔

حضور نے تاکید فرمائی کہ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ اس مضمون کو سمجھنے کی اور ایسے صبر کی توفیق عطا فرمائے جس کے بغیر حسنہ نہیں ملا کرتی۔ حضور نے خصوصیت سے آج کل کے حالات میں پاکستان کے احمدیوں کو تاکیدی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قومی وحدت کو محفوظ رکھیں۔ جو جماعتیں منتشر ہیں فوری طور پر ان کے انتشار کو دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ آپ توحید کی حفاظت میں نہیں آسکتے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت کی وحدت کو انتشار سے بچائیں اور افراد کے اندر اپنے نفوس کو مجتمع کرنے کا احساس پیدا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تم خطرات سے امن چاہتے ہو تو مسلم بننا پڑے گا۔ توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو"

(الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

خلیفہ کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ"

(الفضل ۱۷ر فروری ۱۹۳۵ء)

نیز فرمایا: "یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوگا"۔

(تفسیر کبیر سورہ نور صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷)

اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے۔ .... تو اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں"۔

(الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۵۰ء)

خلفاء کا ادب واحترام ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

فرمایا: "شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب و احترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے"۔

(الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اسکی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی"۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۲)

خلیفہ ہی دشمن کو زیر کرنے کا ذریعہ ہے

حضور رضی اللہ عنہ جماعت کو خلیفہ کی کامل فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا۔ اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے، تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو"۔

(الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

بیعت خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہونا چاہئے

بیعت خلافت کے بعد مبایعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے .... ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آکر پڑتے ہوں کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی ...... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے"۔

(الفضل ۵ر جون ۱۹۳۷ء)

خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

نعمت خلافت کی قدردانی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"......... خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے...... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے"۔

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ ۳۷۰، ۳۷۴)

حضور رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہے۔ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اسی وقت تک جائز سمجھی جا سکتی ہیں جب تک ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت سے انحراف نہ ہو۔ لیکن اگر واجب الاطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات و تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ پڑے تو پھر باقی تمام رشتوں اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنین کے مدنظر ہونی چاہئے۔ کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہونا چاہئے اور باقی سب رشتے اسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلیفہ وقت کا مقام اور اس کی اہمیت صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے اور حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہمارے اندر پیدا کرے۔ آمین۔

(بشکریہ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔
مئی، جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۳۱ تا ۳۹)

fozman
foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

صداقت مسیح موعودؑ کی دلیل

محترم مولانا نورالحق صاحب دعوت الی اللہ کے لئے قادیان سے روانہ ہونے لگے تو حضرت مصلح موعودؓ نے الوداعی ملاقات میں ان سے دریافت فرمایا کہ اب تبلیغ کے دوران عام طور پر کونسا اعتراض کیا جاتا ہے؟ عرض کیا 'صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں'۔ اس پر حضورؓ نے بڑے جلال سے فرمایا "کیا میرا وجود صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کافی نہیں؟" وہ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے پیشگوئی مصلح موعود پر غور کیا تو صداقت مسیح موعودؑ کے دلائل کا ایک بحر بیکراں نظر آیا۔

علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا فروری ۹۷ء میں محترم مرزا فضل الرحمٰن صاحب کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے چند واقعات حضورؓ کی غیر معمولی صفات کے حوالے سے تحریر کئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں ایک انگریز دوست کے ہمراہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سوچ کر بہت پریشان تھا کہ اب ترجمان کے فرائض مجھے ادا کرنے پڑیں گے کہ اچانک حضورؓ نے انگریزی میں یہ بتا کر کہ حضورؓ کی ظاہری تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے، یہاں تک کہ میٹرک بھی پاس نہیں اور پہلی مرتبہ اٹلی کے حکمران مسولینی سے انگریزی میں بات کی تھی...... حضورؓ نے ۴۵ منٹ کے قریب انگریزی میں ہی اسلام اور عیسائیت کے بارے میں سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ بعد میں اس انگریز نے برملا حضورؓ کی عمدہ انگریزی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اگر حضورؓ خود اپنی تعلیم کے بارے میں نہ بتاتے تو میں کبھی نہ مانتا۔

سخت ذہین و فہیم ہوگا

مضمون نگار کے ایک دوست رضوان صاحب جو ایئر فورس میں ملازم تھے حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت قبول فرمانے کی درخواست کی۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم تو جانتے ہو کہ محاذ جنگ سے سپاہی بھگوڑا ہو جائے تو دوسروں کے لئے دلشکنی کا موجب ہوتا ہے اس لئے پہلے سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرو پھر بیعت کرنا۔...... کچھ عرصہ بعد وہ مولویوں کی زہر افشانی کے باعث احمدیت کی مخالفت کرنے لگے اور پھر اس نیت سے سلسلہ کی کتب کا مطالعہ شروع کیا کہ جو عبارات مسلمانوں کے خلاف ہوں انہیں اکٹھا کر کے ہیڈ کوارٹر بھیجیں۔ گو ان کی نیت نیک نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کا یہ قول پورا کرنا تھا کہ مطالعہ کرو چنانچہ ادھر وہ رپورٹ کرنے کی نیت سے مطالعہ کر رہے تھے اور ادھر خدا ان کے دل کی کایا پلٹ رہا تھا۔ ایک رات انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا جو ایک پہاڑ کی چوٹی پر تشریف فرما تھے اور لوگ جوق در جوق آپؑ کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ صبح اٹھتے ہی انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا اور دوسرا خط اپنے والد محترم کو لکھا کہ میں نے حق کو پا لیا ہے اور احمدیت قبول کر لی ہے اب آپکی مرضی ہے کہ مجھے چاہے جائیداد سے عاق کر دیں وغیرہ۔ عجیب بات یہ تھی کہ اسی روز انکے والد نے بھی انہیں ایسا ہی خط لکھا کہ میں نے بڑی دعاؤں اور غور و فکر سے احمدیت قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے، تمہاری مرضی ہے مجھ سے اپنا تعلق رکھو یا نہ رکھو۔ یہ واقعہ حضرت مصلح موعودؓ کی فراست کا واضح ثبوت ہے کہ آپؓ نے پہلی ملاقات میں ہی یہ جان لیا کہ ابھی رضوان صاحب بیعت کے لائق نہیں ہیں اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ کے بعد ہی اس قابل ہو سکیں گے۔

......☆......☆......☆......

ایک واقف زندگی کا انٹرویو

محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہیں متعدد اہم جماعتی خدمات کی توفیق ملی ہے۔ آپ کا ایک انٹرویو روزنامہ "الفضل" ۴ راپریل میں شائع ہوا ہے جو محترم عبدالستار صاحب نے قلمبند کیا ہے۔

محترم چوہدری صاحب ۲۰ اپریل ۱۹۱۹ء کو چک ۳۳ جنوبی ضلع سرگودھا میں محترم چوہدری شیر محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جنہیں اپنے خاندان میں سب سے پہلے قبول احمدیت کی سعادت حاصل تھی۔ محترم چوہدری صاحب نے ابتدائی تعلیم کے بعد نویں جماعت میں قادیان میں داخلہ لیا لیکن والدہ کی وفات کی وجہ سے واپس گاؤں آ گئے اور پھر لالیاں سے میٹرک کیا، بہاولپور سے F.A. اور گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے B.A. کیا۔ اور پھر اس خیال سے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی ملازمت کا آغاز سیالکوٹ سے کیا تھا محترم چوہدری صاحب بھی ملازمت کے لئے سیالکوٹ چلے گئے اور وہاں ضلعی دفاتر میں ملازم ہو گئے اور پھر ۴ ماہ بعد دہلی جا کر وہاں ملازمت کر لی۔ ۴۴ء میں آپ نے زندگی وقف کر دی اور ۴۶ء میں آپکی پہلی تقرری لندن مشن میں بطور مربی سلسلہ ہوئی۔ ۴۹ء میں واپس آئے تو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے غیر ملکی ڈاک مقرر ہوئے۔ ۵۰ء میں دوبارہ انگلستان تشریف لائے اور ۵۵ء تک یہاں دعوت الی اللہ کی توفیق پائی۔ واپس وطن پہنچے تو مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد تقرر ہوا۔ بعد میں آپ نے ناظر امور عامہ، ناظر زراعت، ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد اور بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی خدمات سرانجام دیں۔ اس وقت آپ ایڈیشنل ناظر اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی عمر اور صحت میں برکت دے۔

......☆......☆......☆......

محترم منشی غلام جیلانی ایمن آبادی

محترم منشی غلام جیلانی صاحب ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۱ برس کے تھے کہ والدین طاعون کا شکار ہو گئے اور آپ نے بہت مشکل حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے تعلیم حاصل کی اور محکمہ ڈاک میں ملازم ہو گئے۔ آپ جماعت کے شدید مخالف تھے لیکن ۲۴ء میں ۲۰ سال کی عمر میں ایک اشتہار آپکی نظر سے گزرا جو جماعت کی طرف سے اخبار 'زمیندار' میں شدھی تحریک کے خلاف مسلمانوں کو منظم کرنے کے بارے میں شائع ہوا تھا۔ اس اشتہار نے آپکے دل پر ایسا اثر کیا کہ آپ نے اسی روز بیعت کر لی۔ آپکی اہلیہ نے آپکی مسلسل تبلیغ سے ۷ سال بعد احمدیت قبول کی۔ آپکا مختصر ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ۸ راپریل میں محترم نوید شیخ صاحب نے تحریر کیا ہے۔

☆☆ اسی شمارہ کی ایک خبر کے مطابق محترمہ وسیمہ رحمٰن صاحبہ نے MBBS کے فائنل امتحان میں بلوچستان یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

......☆......☆......☆......

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

یونیورسٹی کے بگاڑے ہوئے شادی نے سنوار دئے

واشنگٹن پوسٹ کے مطابق امریکہ کی مچگن یونیورسٹی (Uni. of Michigan) کے شعبہ سوشل ریسرچ نے ۳۳۰۰۰ نوجوان طلباء و طالبات پر مبنی ایک مطالعاتی رپورٹ جاری کی ہے جس پر اٹھارہ سال تک ۱۹۷۶ء اور ۱۹۹۴ء کے درمیان کام ہوتا رہا۔ یہ رپورٹ اس لحاظ سے دلچسپ ہے کہ انسانی نفسیات پر جو اثرات یونیورسٹی کے زمانہ کی بے محابہ آزادی، شادی اور طلاق کے مرتب ہوتے ہیں ان کا اعداد و شمار کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

یونیورسٹی کے زمانہ میں طلباء و طالبات کو بالغ ذمہ دار افراد سمجھا جاتا ہے اور ان کو اپنے افعال و کردار کے معاملہ میں پوری آزادی دی جاتی ہے اور ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی پوری ذمہ داری سے آزادی کے حق کو استعمال کریں گے۔ لیکن رپورٹ کے مطابق اکثر طلباء جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر یونیورسٹیوں میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں وہ آوارگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ کثرت شراب نوشی، سگرٹ نوشی بلکہ ناجائز نشہ آور اشیاء کے استعمال کی بدعادات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اپنے امتحانوں میں وہ پاس ہوتے ہیں یا نہیں اس کا تو رپورٹ میں کوئی ذکر نہیں لیکن یہ تاثر ضرور ملتا ہے کہ ان میں سے اکثر آزادی اور ذمہ داری کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں۔ شاید ایسے ہی کالجوں کے بارہ میں اکبر الہ آبادی نے کہا تھا

یوں قتل پہ بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ریسرچ سے پتہ لگتا ہے کہ وہ جن کو یونیورسٹی کی آزادی نے بگاڑ دیا تھا شادی کے بندھنوں نے انہیں سنوار دیا۔ منگنی، شادی اور بچوں کی پیدائش کے بعد اکثر نوجوان نشئی اشیاء اور کثرت شراب نوشی سے بچنے لگے۔ ایسے لوگوں کی تعداد میں نمایاں طور پر کمی حیران کن تھی۔ چنانچہ اس کا نام انہوں نے "Marriage Effect" یا شادی کا اثر رکھا ہے۔ شادی کے بعد کوکین اور میریوآنا (Cocain and Marijuana) کا استعمال تو بہت ہی کم پایا گیا۔ یونیورسٹی کے زمانہ میں بھی شادی کا اثر عادات پر نمایاں تھا۔ جہاں ۴۱ فیصد غیر شادی شدہ طلباء و طالبات ڈرگز استعمال کرتے ہیں وہاں ایسے شادی شدہ افراد کی تعداد ۲۸ فیصد ہے البتہ سگرٹ کا معاملہ مختلف ہے۔ وہ ایسا ڈھیٹ نکلا کہ اس نے شادی کا بھی کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ گویا شادی نے بڑے بڑے ٹیڑھے چلنے والوں کو سیدھا کر دیا۔ بقول حالی

اے عشق تو نے سارے کس بل دئے نکال
مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی

لیکن وہی لوگ جو شادی کے بعد سدھر گئے تھے وہ طلاق کے بعد پھر اپنی پرانی عادات کی طرف لوٹ گئے۔

ہر گھر ایک اینٹ کی طرح ہے جس سے معاشرہ کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اینٹیں کچی ہونگی تو مکان کچا ہوگا۔ پختہ ہونگی تو پختہ ہوگا۔ گھر کا ماحول خوشگوار اور سکون آور ہوگا تو مجموعی طور پر معاشرہ بھی خوشگوار ہوگا۔ لہٰذا معاشرہ کو خوشگوار بنانے میں خوشگوار گھریلو زندگی اور حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز یعنی طلاق سے بچنے کا کردار بہت نمایاں ہے۔...... آزادی اللہ کی بڑی نعمت ہے بشرطیکہ اسے حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کیا جائے۔ احساس ذمہ داری ایک حد تک انسان کو حد اعتدال میں رکھتا ہے لیکن اگر خدا کا خوف نہ ہو تو یہ کھوکھلی ریت کی دیوار کی طرح ہے جس پر جب ذرا دباؤ پڑے تو ٹوٹ جائے۔ سچی بات یہی ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ☆ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

☆☆☆☆☆☆

مغربی دنیا میں جرائم بڑھ رہے ہیں

آسٹریلیا کے فیڈرل اٹارنی جنرل نے کہا ہے کہ ہم روز بروز زیادہ پر تشدد ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ ۳ مارچ ۱۹۹۷ء کو کینبرا میں جرائم کے موضوع پر ہونے والی ایک مجلس مذاکرہ میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۸۳ء اور ۱۹۹۵ء کے دوران یعنی بارہ سال کے عرصہ میں قاتلانہ حملوں میں ۲۵۵ فیصد اضافہ ہوا ہے (یعنی کوئی بیس فی صد سالانہ) اسی عرصہ میں جنسی حملوں میں ۱۶۲ فی صد اور ڈاکوں میں ۷۱ فیصد کا اضافہ ہوا۔ اس کے بالمقابل ایک ماہر نے کہا کہ یہ کہنا درست نہیں کہ آسٹریلیا میں تشدد کی کوئی لہر آئی ہوئی ہے بلکہ سو سال پہلے کی نسبت آج آسٹریلیا کی گلیوں میں چلنا پھرنا زیادہ محفوظ ہے۔ ایک اور ماہر نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آسٹریلیا کا شمار دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی نسبت محفوظ ممالک میں ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ جرائم کے لحاظ سے ہم صرف برطانیہ اور جاپان سے پیچھے ہیں۔ برطانیہ اور جاپان میں ہر سال ایک لاکھ کی آبادی میں ایک آدمی قتل ہوتا ہے جبکہ آسٹریلیا، کینیڈا اور جرمنی میں دو آدمی قتل ہوتے ہیں۔ سویڈن جو کبھی محفوظ ممالک میں شمار ہوتا تھا اب وہاں تین، سوئٹزرلینڈ میں چار اور امریکہ میں آٹھ نو آدمی قتل ہوتے ہیں۔ گویا امریکہ قتل و غارت گری کے مقابلہ میں بھی اول آیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ جتنا جتنا کوئی ملک مادہ پرستی میں ڈوبتا اور خدا سے دور ہوتا جائے گا اتنا اتنا ہی اس کا امن برباد ہوتا چلا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے ﴿اللھم انت السلام و منك السلام﴾ یعنی اے اللہ تو ہی ہے جو ہر نقص اور آفت سے پاک اور محفوظ ہے اور تو ہی ہر قسم کی سلامتی، حفاظت اور امن کا سرچشمہ ہے۔ لہٰذا جن ممالک کے امن دن بدن برباد ہو رہے ہیں ان کو یہی کہہ سکتے ہیں

منبع امن کو جو تو چھوڑ کے دور چل دیا
تیرے لئے جہان میں امن ہو کیوں امان کیوں

کلام محمود

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 1NG

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
23/5/97 - 29/5/97

Muslim
AHMADIYYA

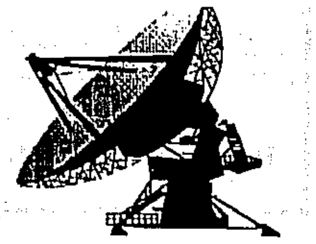

HIGHLIGHTS

Programmes With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class	Everyday
Homoeopathy Class	Monday & Thursday
Quran Class	Tuesday & Wednesday
Homoeopathy Class Review (After Quran Class)	Wednesday
Children's Mulaqat	Saturday
Mulaqat With Urdu Speaking Friends	Friday
Question & Answer Session	Saturday
Question & Answer Session (New)	Sunday
Mulaqat With English Speaking Friends	Sunday

Programmes in Different Languages

German & Bengali	Everyday	French /Swahili	Wednesday
Albanian	Sunday	Russian / Bosnian	Thursday
Indonesian	Monday	Sindhi	Thursday
Turkish	Monday	Norwegian	Tuesday

Regular Features

MTA Sports	Monday	Medical Matters	Tuesday
Al Maidah	Wednesday	Bazm-e-Moshaira	Thursday
Quiz Program	Thursday	Computers Fo : Everyone	Friday

15 MOHARRAM
Friday 23rd May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner : 1) Yassarnal Quran 2) Kodak
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Lajna Imaillah Bahawalpur (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 27 (13.5.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - 1) Yassarnal Quran 2) Kodak
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya , Islamabad '96 (Part 2) (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 10
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK -23.5.97
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 23.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK -23.5.97 (R)
22.45	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 23.5.97 (R)

16 MOHARRAM
Saturday 24th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sb.(No. 2)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone -Part 9 (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends -23.5.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 23.5.97
08.00	Medical Matters with Dr M.H. Khan
08.55	Liqaa Ma'al Arab
09.55	Urdu Class
10.55	Al-Fazl Forum , Guest : Imam Ata ul. Mujeeb Rashed Sahib
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Fazl Mosque , London (12.5.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -24.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 24.5.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

17 MOHARRAM
Sunday 25th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Horizon:Tech Talk (No. 14)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (24.5.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
07.00	Siraiki Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe : Handicraft Exhibition '97 - Nusrat Jehan Academy, Rabwah (Part 1)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Organized By Ansarullah, U.K. (25.6.95)(Part 1)
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 25.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Programme By Waqfeen-e-Nau - Rabwah
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi - Badin Vs Faisalabad
21.30	Dars-ul-Quran (No. 1) (1996) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London
23.30	LearningChinese

18 MOHARRAM
Monday 26th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Quiz "Programme Waqfeen-e-Nau , Rabwah" (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : Handicraft Exhibition '97 - Nusrat Jehan Academy, Rabwah (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (25.5.97)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Quiz "Programme Waqfeen-e-Nau , Rabwah" (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 1) (1996) By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London , U.K. (R)
08.30	Bait Bazi - Badin Vs Faisalabad (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	MTA Sports-Athletic Sports Rally'97
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Special Programme : Zahoor-e-Qudrat -e-Sania
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

19 MOHARRAM
Tuesday 27th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - Athletics Sports Rally 1997
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters : Cancer - Dr. Salahuddin
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London , U.K. (16.3.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV-27.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -1) Yassarnal Quran 2) Kodak
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-20.5.97
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

20 MOHARRAM
Wednesday 28th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - 1) Yassarnal Quran 2) Kodak
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters:Cancer - Dr. Salahuddin (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-27.5.97
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -1) Yassarnal Quran 2) Kodak
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Hadhrat Maulvi Nooruddin Sahib (R.A.)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Bengali Programme
14.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-28.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - Kaddu Ki Bhujia
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-28.5.97
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

21 MOHARRAM
Thursday 29th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon: 1) Moshaira 2) Symposium - Speech By :Mustafa Sabet Sahib 3) Poem
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-28.5.97
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Progamme -Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (25.8.95)
08.00	Al Maidah - Kaddu ki Bhujia (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Quiz Program :Quiz among Schools
11.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 28 (18.5.94) (Part 1)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -1) Yassarnal Quran 2) Kodak
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira :An Evening With Abdul Karim Qudsi Sahib
22.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. +44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, May 23, 1997 No. 21

لاہور میں مربی ہاؤس پر چھاپہ

منصور احمد صاحب، مربی سلسلہ گرفتار کر لئے گئے

مزید گرفتاریوں کا خدشہ

(پریس ڈیسک): لاہور سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق مؤرخہ ۸/ مئی ۱۹۹۷ء کو دس بجے شب، مجسٹریٹ لاہور اور ڈی-ایس-پی پولیس کی قیادت میں ۴۰ کے لگ بھگ پولیس کے سپاہیوں نے مربی ہاؤس مغلپورہ پر چھاپہ مارا اور وہاں مقیم مبلغ سلسلہ مکرم منصور احمد صاحب کو اپنی حراست میں لے لیا- انہیں رات قلعہ گوجر سنگھ تھانہ میں رکھا گیا مگر صبح کسی نامعلوم جگہ منتقل کر دیا گیا- گرفتاری کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی-

تفصیلات کے مطابق مورخہ ۵/ مئی ۹۷ء کو مربی ہاؤس میں دو مولوی آئے ان میں سے ایک تو اسی محلہ کا رہنے والا تھا اور دوسرا باہر سے آیا ہوا تھا- انہوں نے مربی صاحب سے مختلف سوالات کئے اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں معلومات لینی شروع کر دیں اور پوچھنے کے باوجود اپنا تعارف کروانے سے انکار کر دیا- مربی صاحب سے گفتگو کے بعد ان میں سے ایک مولوی ساتھ کے جنرل سٹورز پر جا کر مزید معلومات حاصل کرتا رہا- ان کے جانے کے بعد جب جنرل سٹورز کے مالک سے رابطہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو مولوی باہر سے آیا تھا وہ جمعیت علمائے اسلام کا کرتا دھرتا تھا- یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب پولیس نے چھاپہ مارا تو محلّہ والا مولوی بھی وہاں موجود تھا-

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان ایام میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں- اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور دشمنان دین کو انکے بد ارادوں میں ناکام کرے-

(آخری اطلاع کے مطابق مکرم منصور احمد صاحب پولیس حراست سے رہا ہو گئے ہیں)-

بقیہ: مجلس سوال و جواب

اور تیز بارش یہ ساری چیزیں لازم نہیں ہیں کہ ضرور ہی نثر کے دائرہ سے ہٹ کر کی جائیں مگر نثر کو پھر پکڑے رکھیں اور یہ نثر ہے لیکن نثر کو نظم کہیں اور نظم کے اندر دخل اندازی کریں میرے نزدیک یہ جائز نہیں ہے-

فصاحت و بلاغت کا کمال

حضور کا یہ جواب سن کر علیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے حوالے سے کہا کہ اگر نثر پڑھنے والا ہے اور آپ کی نظم پڑھے تو اس میں ایک اہم ربط کیفیت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی آدمی یا اسی شاعر کے یہ شعر ہو سکتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا لیکن جو شرط آپ بیان کر رہے ہیں وہ ہر دفعہ پوری نہیں اترتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض شعر (جس طرح آپ نے غالب کے بھی پڑھے ہیں) ان میں جو روانی ہے وہ نثر کی سی روانی ہے لیکن وہ نثر مصرعوں میں ڈھلی ہوئی نثر ہے اور ایک انسان اگر نثر کے طور پر پڑھنا چاہے تو توقف کے ساتھ بدل بدل کے پڑھ سکتا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی نظم کے قوانین کے تابع ہے۔ نظم، نثر کے قوانین سے الگ اور نظم کے قوانین کے تابع ۔ پس نظم میں نغمگی اور توازن اور پھر نثر کی سی لذت پیدا کر دینا یہ وہ چیز ہے جو مشکل کو سہل بنانے والی بات ہے اور یہ بھی فصاحت و بلاغت کا ایک کمال ہے۔ لیکن اہل کلام کی ہر شعری تخلیق میں یہ ضروری نہیں ہوا کرتا۔ مضامین بے انتہاء مشکل بھی ہو جاتے ہیں اور بے حد آسان بھی اور آسان بھی سہل ممتنع یعنی ایسا آسان کہ نہ کوئی کہہ سکے نہ حقیقت میں اس کے سارے مضامین کو پا سکے۔ پس یہ ساری باتیں ہیں جو پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ مگر یہ جو اکثر بحثیں ہیں یہ زیادہ تر بناوٹی ہیں۔

فطرتی عرفان کا اظہار

جیسا کہ میں نے بتایا ہے مجھے تو اس میں ایک گہری تفریق دکھائی دیتی ہے۔ نثر نثر ہے اور نظم نظم ہے۔ نظم میں جو سانچے ہیں وہ اپنا ایک خاص انداز رکھتے ہیں۔ نثر میں وہ سانچے نہیں ہیں مگر شعر دونوں میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ علیم صاحب نے عرض کیا اگر کیفیاتی ساخت ایک آدمی کی ایک ہے تو جو نثر لکھے گا یا نظم لکھے گا در اصل وہ تو اس آدمی کی ساخت ہے اس کو فطری طور پر ایک Rithum ملا ہوا ہے، لکھ رہا ہے لیکن شعر کی جو کیفیت ہے وہ تو اس کے سانچے سے بالکل مختلف بات کا نام ہے۔ حضور نے فرمایا اسی لئے اس کو اختیار ہے چاہے تو وہ اپنی فطرتی نغمگی کا اظہار نثر میں کرے یا فطرتی نغمگی نہیں بلکہ فطرتی عرفان کا اظہار چاہے وہ نظم میں کرے چاہے نثر میں کرے اس کی چھاپ تو دونوں جگہ دکھائی دے گی لیکن جب نثر میں اظہار کرے گا تو وہ ان پابندیوں سے آزاد ہو گا جو نظم کی صورت میں اس پر عائد ہوتی ہیں۔ ان پابندیوں کے باوجود مضمون کو اس طرح ظاہر کر دینا کہ گویا نثر ہے غالباً یہ بات ہے جسے آپ نے مثال دے کر ظاہر کیا تھا۔ ان کی چھاپ تو ایک ہی رہے گی۔ خدا تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں مگر ہر صفت جب ظاہر ہوتی ہے خدا کی چھاپ وہی ہوتی ہے اور وہ توحید کی چھاپ ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر انسان کے اندر ایک واحد وجود ہے اس اکائی کی چھاپ ہر جگہ دکھائی دے گی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پھر وہ نظم اور نثر کی تفریق کو مٹانے والی چھاپ ہے۔ پس تفریق اپنی جگہ جیسے گدھے اور بیل کی ایک تفریق ہوتی ہے انسان اور بندر کی تفریق ہوتی ہے مگر خدا کی شانی کی جو چھاپ ہے وہ بندر پر بھی ہے اور انسان پر بھی ہے۔

شریعت کی تبدیلی کا دائمی اصول

یہودیوں میں ایک گروپ ایسا بھی ہے جو حضرت رسول کریمؐ کو خدا کا نبی بھی مانتے ہیں، قرآن کریم کو الہامی کتاب بھی مانتے ہیں لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ تورات منسوخ ہو گئی ہے اور اب تم اس کو چھوڑ کر قرآن کی طرف آجاؤ۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا وہ یہ کیوں نہیں مانتے کہ قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک اعجازی تخلیق تھے اور ان کی والدہ نے کوئی بدی نہیں کی تھی۔ وہ مرد اور عورت کے ملنے سے پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک پاکباز ماں کو ایک نشان بخشا تھا۔ یہ قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے مانتے ہیں یا نہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہودیوں کا یہ گروپ مانتا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر وہ حضرت عیسیٰؑ کی سچائی کا اقرار کرتے ہیں تو پھر یہودی کیسے ہو گئے۔ سوال کرنے والے دوست نے بتایا کہ وہ اپنے آپ کو شاید مسلم یہودی یا اس قسم کا کوئی لقب اختیار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ تو کوئی گڑبڑ والا معاملہ ہے اس لئے آپ پہلے ان سے تعین کروائیں کہ تم عیسائی بن گئے ہو اگر عیسائی ہو تو کیا ایبونائٹ عیسائی ہو۔ تو پھر جب عیسائیت کو مان گئے تو بائبل پر عیسائیت کو ماننے کے جو اثرات مرتب ہوئے ان کو تسلیم کرنا پڑا اور پھر جب قرآن کریم کی بات آئے گی تو پھر ہم ایک ایک تعلیم کے ساتھ بائبل کا موازنہ کریں گے۔

قرآن کریم نے جب نسخ کا مضمون بیان فرمایا ہے تو صرف بائبل کے حوالہ سے ذکر نہیں فرمایا بلکہ اسے ایک دائمی اصول کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا" اس کا لفظی ترجمہ یہ بنتا ہے کہ ہم کسی آیت کو بھی منسوخ نہیں کرتے یا بھلاتے نہیں سوائے اس کے کہ اس سے بہتر لے آئیں یا اگر کوئی شریعت بھلا دی گئی ہو اور تعلیم زندہ رکھنے کے لائق ہے تو ویسی ہی پھر لے آئیں۔ یہ دائمی اصول ہے شریعت کی تبدیلی کا۔ یہ اس نے غالباً نہیں پڑھا۔ سائل نے کہا مسلمانوں نے اس کو قرآن کریم پر ہی Apply کیا ہوا ہے اس لئے وہ بھی یہی مانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں سے وسطی طبقہ کے لوگوں نے نسخ ثابت کرنے کی خاطر اس کو مروڑ دیا حالانکہ یہ ایک دائمی مضمون ہے۔ ہم نے قرآن کریم کے اس فہم کے مطابق اس کو جواب دینا ہے جو نہ اس کو ہے اور نہ دیگر مسلمان علماء کو ہے اور مضمون اتنا پاکیزہ، صاف اور سچا ہے کہ آدم سے لے کر آخر تک برابر اطلاق ہونے والا ہے۔ انسان خود غور کرے تو شریعتوں کی تبدیلی کا فلسفہ اس سے بہتر کوئی نظر نہیں آسکتا اس لئے اس آیت کی غلط تفسیر کی بحث نہیں۔ اگر یہ آیت نہ بھی ہوتی تب بھی کوئی بھی اپنی عقل سے جو تعصبات سے پاک ہو شریعتوں کا مقابلہ اور نئی شریعتوں کا آنا اور بعض کو مٹائے جانے کی بحث کرتا تو اسی نتیجہ تک پہنچتا۔ اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا کہ شریعتیں تبدیل ہوئی ہیں دو اصولوں پر۔ یا بہتر کو لایا گیا ہے تو پھر مٹایا گیا یا اگر تعلیم زندہ رہنے کے لائق تھی، لوگوں نے بھلا دی تھی تو اسے یاد کرا دیا گیا۔ پہلے اس اصول کو بدل کے دکھائیں۔ اس لئے اس بات سے بحث ہی کوئی نہیں کہ مسلمان اس آیت کے کیا معنے کرتے ہیں۔ آپ ان سے کہیں اگر احمدیت کے یہ معنے درست نہیں ہیں تو اس مضمون کے اور معنے دکھائیں جسے انسانی فطرت قبول کر سکے اور تاریخ اس کے حق میں گواہی دے۔ اس لئے جب قرآنی تعلیم کا بائبل کی تعلیم سے موازنہ کریں گے اور بہتر دکھائیں گے تو منسوخی خود بخود ہو گئی۔ تعلیم تبدیل ہوئی ہے اور منسوخی کس کو کہتے ہیں۔

سوال کرنے والے دوست نے عرض کیا کہ وہ ایک آیت پیش کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہے "قل یاھل الکتاب لستم علیٰ شیء حتی تقیموا التوراۃ" (المائدہ: ۶۹)۔ حضور نے فرمایا میں اس کے متعلق پہلے کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ قرآن کریم صرف اہل کتاب کی بات نہیں کر رہا دوسرے بھی حوالے دے رہا ہے کہ ہر وہ شخص جو یہ بھی ہے وہ بھی ہے اگر وہ اپنی تعلیم پر عمل کرتا ہے تو کم سے کم وہ سچا ثابت ہو جائے گا کہ منافقت نہیں ہے اور اگر وہ یوم آخرت پر بھی ایمان رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سامنے اس کا جواب دہ ہونا ملتا ہے تو پھر عمل صالح کرتا ہے تو اس کو کوئی خوف نہیں۔ یہ وہ مضمون ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ بائبل کی تعلیم پیش کرتے ہو پہلے تم اپنی صداقت کا تو کوئی ثبوت پیش کرو۔ جس تعلیم کو سچا سمجھتے ہو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ پہلے اس پر عمل کر کے دکھاؤ۔ پھر بحث کا حق ہے اس کے بغیر نہیں۔ تم نے جس تعلیم کو عملی زندگی میں نظر انداز کر دیا اس کو پیش کرنے کا تمہیں کیا حق ہے۔

اپنے ملک کے ابتدائی مخلص احمدی اور وہ بزرگان جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خاطر بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ حیرت انگیز قربانیاں دیں ان کی نیک یادوں پر مشتمل ایمان افروز مضامین لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔

(ادارہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے-